عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

جلد ۶ - شمارہ ۸

عجلوا بالصلوٰۃ قبل الفوت و عجلوا بالتوبۃ قبل الموت

بہائیت عالم اسلام کیلئے ایک اور خطرہ

قربانی کی حقیقت

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے تاریخی مقدمہ کا فیصلہ

جامعہ قاسم العلوم

کی انتظامیہ کا

اہم اقدام

جامعہ قاسم العلوم فقیروالی ضلع بہاولنگر کی انتظامیہ نے محکمہ زکوٰۃ وعشر سے گرانٹ لینے سے انکار کر دیا اور مبلغ تین لاکھ روپیہ کی گرانٹ کو ٹھکرا دیا۔ اس اہم اقدام اٹھانے پر جن جن دوستوں نے اظہار مسرت کیا ہے ہم انکا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور جملہ اہل اسلام سے ہر قسم کے تعاون کا یقین رکھتے ہیں۔

محمد قاسم قاسمی مہتمم جامعہ قاسم العلوم فقیروالی

ضلع

بہاولنگر، پاکستان

فون ۴۱

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

کراچی

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۶ | ۴ تا ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ مطابق ۳۱ جولائی تا ۶ اگست ۱۹۸۷ء | شمارہ نمبر ۸

زیر سرپرستی

شیخ المشائخ حضرت مولانا

خان محمد صاحب مدظلہ

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

انچارج شعبہ کتابت

حافظ محمد عبدالستار واحدی

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

فون: ۷۱۱۹۶۱

LONDON OFFICE

35 STOCK WELL GREEN

LONDON SW9 9 HZ U.K.

سالانہ چندہ

سالانہ ۱۰۰/- روپے ـــ ششماہی ۵۵/- روپے
سہ ماہی ۳۰/- روپے ـــ فی پرچہ ۲/- روپے

بدل اشتراک
برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

امریکہ، جنوبی امریکہ ـــ ۴۲۵ روپے
افریقہ ـــ ۳۷۵ روپے
یورپ ـــ ۳۷۵ "
ایشیا ـــ ۳۷۵ "

سرپرستان

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ ـــ مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا
مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب ـــ پاکستان
مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود داؤد یوسف صاحب ـــ برما
حضرت مولانا محمد یونس صاحب ـــ بنگلہ دیش
شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب ـــ متحدہ عرب امارات
حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب ـــ جنوبی افریقہ
حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب ـــ برطانیہ
حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب ـــ کینیڈا
حضرت مولانا سعید انگار صاحب ـــ فرانس

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد ـــ عبدالرؤف جتوئی
گوجرانوالہ ـــ حافظ محمد ثاقب
سیالکوٹ ـــ ایم عبدالرحیم شکرگڑھ
مری ـــ قاری محمد اسد اللہ عباسی
بہاول پور ـــ محمد اسماعیل شجاع آبادی
سکھر/گھوٹکی ـــ حافظ غلام مصطفےٰ قاسمی
جھنگ ـــ غلام حسین
ٹنڈو آدم ـــ محمد راشد مدنی
پشاور ـــ مولانا نور الحق نور
لاہور ـــ طاہر رزاق، مولانا کریم بخش
مانسہرہ ـــ سید منظور احمد شاہ آسی
فیصل آباد ـــ مولوی فقیر محمد
لیہ ـــ حافظ خلیل احمد کروڑ
ڈیرہ اسماعیل خان ـــ محمد شعیب گنگوہی
کوئٹہ بلوچستان ـــ فیاض حسن سجاد، نذیر احمد تونسوی
شیخوپورہ/شکار ـــ محمد متین خالد
ملتان ـــ عطاء الرحمان
سرگودھا ـــ حافظ محمد اکرم طوفانی
حیدرآباد (سندھ) ـــ نذیر احمد جتوئی
گجرات ـــ چوہدری محمد خلیل

بیرون ملک نمائندے

قطر ـــ قاری محمد اسماعیل رشیدی • اسپین ـــ راجہ حبیب الرحمٰن • کینیڈا ـــ
امریکہ ـــ چوہدری محمد شریف نکودری • ڈنمارک ـــ محمد ادریس • ٹورنٹو ـــ حافظ سعید احمد
دوبئی ـــ قاری محمد اسماعیل • ناروے ـــ میاں اشرف علی • اوسلو ـــ عامر رشید
ابوظہبی ـــ قاری وصیف الرحمٰن • افریقہ ـــ محمد زبیر افریقی • مونٹریال ـــ آفتاب احمد
لائبیریا ـــ ہدایت اللہ • بارنسلے ـــ محمد اخلاص احمد •
بارباڈوس ـــ اسماعیل قاضی • ٹرینیڈاڈ ـــ اسماعیل نانفا •
سوئٹزرلینڈ ـــ اے، کیو، انصاری • ری یونین فرانس ـــ عبدالرشید بزرگ •
برطانیہ ـــ محمد اقبال • بنگلہ دیش ـــ محی الدین خان •

ایڈیٹر/پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا ـــ طابع: سید شاہد حسن ـــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ـــ مقام اشاعت: ۲۰/اے سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ کراچی ۳ •

کئے جاؤ میخوارو کام اپنا اپنا

پاکستان ایک اسلامی نظریاتی مملکت خداداد ہے۔ اس کی نظریاتی سرحدات کا تحفظ کرنا حکومت کا فرض منصبی ہے۔ کسی بھی نظریاتی مملکت میں اس کے نظریہ کے مخالفین کو کلیدی عہدوں پر تعینات نہیں کیا جاسکتا۔ روس ہو یا اسرائیل آپ وہاں کمیونسٹ اور یہودی کے علاوہ کسی کو بھی کلیدی عہدہ پر فائز نہ دیکھیں گے۔

لیکن نامعلوم ہمارے حکمرانوں کی سوچ پر کیوں تالے پڑ گئے ہیں۔ روز اول سے عمداً یہاں پر "کفر پروری" کی جارہی ہے۔ پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی آنجہانی کو بنایا گیا۔ اس کو ہٹانے کیلئے مسلمانوں نے جدوجہد کی تو دس ہزار مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپا دیا گیا مگر ظفر اللہ کو نہیں ہٹایا گیا تھا۔

اللہ رب العزت معاف فرمائیں، ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے حکمرانوں کے دل میں کفر کی نفرت نہیں ہے۔ یہ اتنے "وسیع الظرف" ہیں کہ کفر و اسلام کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ لیکن دنیاوی معاملات میں ان کی وسعت نظری کا زاویہ بدل جاتا ہے۔ وہاں یہ دوست و دشمن کو ایک نظر سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ دوست پروری اور دشمن کشی پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے۔ اس پر دلائل دینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ یہ طبقہ جتنا اپنے مفادات ذاتیہ کا خیال رکھتا ہے۔ اس کا ایک فیصد بھی اسلام اور مسلمانوں کے مفادات کا خیال رکھنے کے لیے وقف کر دیتا تو آج یہ روز بد ہمیں نہ دیکھنا پڑتا۔

پاکستان بننے کے ۲۷ سال بعد مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ ختم نبوت کے کاز پر کام کرنے والوں کی ۲۷ سال کی یہ دینی جنگ مرزائیوں سے کم اپنے حکمرانوں سے زیادہ تھی یہی وہ حکمران تھے جنہوں نے ۲۷ سال تک مرزائیت کے کفر کو تحفظ دیا، اگر یہ مرزائیت کو تحفظ نہ دیتے تو پہلے دن ہی ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاتا۔

یہ سطور لکھتے وقت عجیب بیتا ہے کہ اسلامی نظریاتی مملکت میں مسلسل ۲۵ سال تک مخلوط انتخاب روا رکھا گیا اسلامی مملکت کے نظم کو چلانے کے لیے کفر و اسلام، کافر و مسلم کا ووٹ ایک برابر رہا۔ صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب نے آکر جداگانہ انتخاب کا فیصلہ کیا۔ اور دیانت داری کی بات ہے کہ یہ ان کا سنہری قدم ہے۔ اب اس کو باقی رکھا جاتا ہے یا نہیں۔ یہ حکمرانوں و سیاست دانوں کی مرضی پر منحصر ہے، یا مقدر یا نصیب۔

ذرائع ابلاغ میں ایک اہم شعبہ "تعلیم" کا ہے۔ مشرقی پاکستان میں ہندو اساتذہ کو محکمہ تعلیم میں اندھا دھند بھرتی کیا گیا۔ ان کی تعلیم و تربیت کے نتیجہ میں ملک عزیز دولخت ہوا۔ اسلامی برادری خون کے آنسو بہا کر رہ گئی۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ کہ پانی سر سے گذر چکا تھا اور بیج ہے کہ جو بویا جائے گا وہی کاٹا جائے گا۔ سقوط ڈھاکہ سے ہم نے کیا سبق حاصل کیا، اس پر کچھ کہنا پرانے زخم کو تازہ کرنے کے مترادف ہے "چپ ہی بھلی"

مگر سوال یہ ہے کہ آیا چپ رہنے سے حالات سنور جائیں گے، یا مزید ابتر ہوں گے، ظاہر ہے کہ ابتر ہوں گے تو پھر ہم اپنی ذمہ داری کا احساس کریں۔ پہلی غلطی اور اس کے خمیازہ سے سبق حاصل کریں۔

اس وقت کی صورتحال یہ ہے کہ محکمہ تعلیم تو درکنار اسلامیات کا مضمون قادیانی اور دیگر غیر مسلم اساتذہ بعض مقامات پر پڑھا رہے ہیں۔ اور ہماری معلومات کے مطابق سندھ کے بعض علاقوں مثلاً تھرپارکر وغیرہ میں قرآن مجید کی تعلیم بھی ہندو اور قادیانی اساتذہ کے ذمہ ہے۔

اے مسلمان قوم! سوچ اپنے من میں ڈوب کر سوچ کہ تجھیں کیا روگ لگ گیا ہے۔ اتنی بے بسی و بے کسی کہ اب اسلامیات اور قرآنی تعلیم اسلامی ممالک میں غیر مسلموں کے رحم و کرم پر ہے فیا للعجب ۔ کیا کہیں ہم اپنے طرز عمل سے عذاب خداوندی کو تو دعوت نہیں دے رہے؟

ان حالات میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، تمام مسلمانوں کی خادم ور ضا کار جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم کوشش کریں کہ غیر مسلم اساتذہ دینیات نہ پڑھائیں۔ اس کے لیے حکومت اپنی ذمہ داری کو پورا کرے۔ محکمہ تعلیم ایک سرکلر کے ذریعہ تمام تعلیمی اداروں کو پابند کرے کہ اسلامیات کا مضمون غیر مسلم اساتذہ کو نہ دیا جائے۔

طلباء کرام! اپنا فرض ادا کریں کہ غیر مسلم اساتذہ سے اسلامیات نہ پڑھنے کا فیصلہ کن اقدام کریں۔ والدین اپنے معصوم بچوں کے معصوم ذہنوں پر رحم کر کے اعلان کریں کہ ہمارے بچے غیر مسلم اساتذہ سے دینیات نہیں پڑھیں گے۔ علماء کرام! اپنے اپنے حلقہ اثر میں غیر مسلم اساتذہ کے اسلامیات پڑھانے پر صدائے احتجاج بلند کریں۔ دینی جماعتیں اور ان کے رہنما، کارکن آئینی جدوجہد کا آغاز کریں۔ اور ایک منظم تحریک کے ذریعہ اسلامیات کو غیر مسلم اساتذہ کی دست برد سے بچائیں۔

اس سلسلہ میں درخواست ہے کہ اپنے اپنے حلقہ میں سروے کریں۔ اگر کہیں ایسے ہو رہا ہے تو اس کی فوری تلافی کی کوشش و کاوش کریں۔ ہمارا یہ ایک جائز مطالبہ ہے جس کی پشت پر دینی، قانونی، اخلاقی دلائل ہیں۔ اگر آج سے ہم کوشش کریں گے تو محض معمولی سی کوشش کے بہت جلد ایک قومی اسلامی خدمت سے عہدہ برآ ہو سکیں گے۔ اگر کہیں ایسی صورتحال ہے تو عالمی مجلس کے دفتر مرکزیہ حضوری باغ روڈ ملتان کو اطلاع دیں اور اس کی ہدایات پر عمل کریں قانون کے دائرے میں رہ کر ہر وہ قدم اٹھائیں جو ممکن ہو تاکہ ہم اپنے مطلوبہ نتائج حاصل کر سکیں۔

اگر محکمہ تعلیم کی وفاقی وزارت، وزارت مذہبی امور اس کی طرف توجہ کرے تو ان کے ایک سرکلر سے یہ سلسلہ ختم ہو سکتا ہے۔ کیا وزارت تعلیم و مذہبی امور اس طرف توجہ کریں گی۔ "مالک یوم جزاء و سزا" کی مسئولیت کا خوف اپنے دل میں رکھنے والوں کی کمی نہیں کیا وہ میدان عمل میں قدم رکھیں گے، ایک صدائے فقیرانہ ہے۔ اس پر کون لبیک کہتا ہے۔ یہ بات آنے والے وقت کے حوالے کرتے ہیں۔

امام الاولیاء کا پیغام اہل خیر کے نام

بعد الحمد و الصلوٰۃ و ارسال التسلیمات و التحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے جمیع اہل خیر مسلمانان پاکستان کی خدمت میں پر زور اور پر درد اپیل ہے کہ دریا خان ضلع بھکر میں مولانا شبیر احمد صاحب کی زیر نگرانی مسجد عثمانیہ کی تعمیر شروع ہے۔ جس کی بنیاد کا فقیر کو شرف حاصل ہوا ہے۔ اس کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے لیے صدقہ جاریہ کا اندوختہ کریں۔ اللہ تعالیٰ مسجد عثمانیہ کی تکمیل فرمائے اور امداد کرنے والوں کی امداد قبول فرما کر اپنی رضامندی و خوشنودی سے سرفراز فرماتے۔

والسلام فقیر خان محمد خانقاہ سراجیہ

ترسیل کا پتہ: شبیر احمد مہتمم مسجد و مدرسہ عربیہ جامعہ عثمانیہ نزد نہر کالونی دریا خان ضلع بھکر

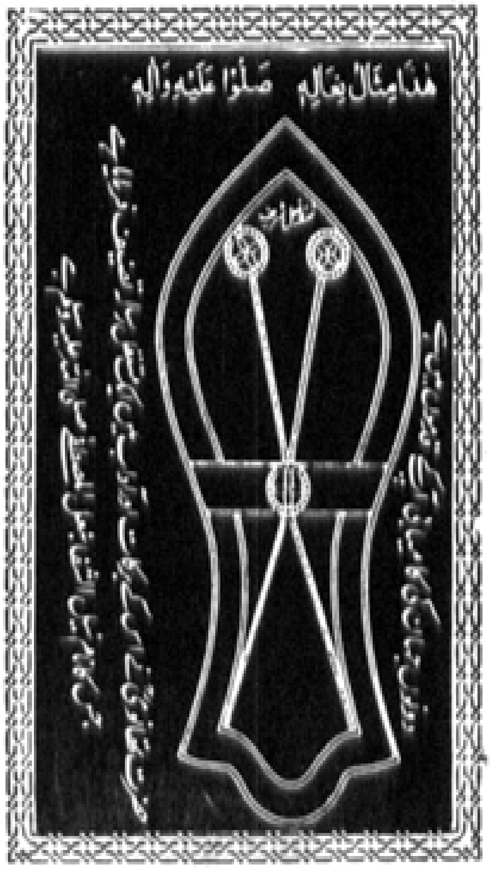

حضرت ابوذر غفاریؓ کا مقام زہد وقناعت

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے فقر کی حالت میں ملو، تونگری کی حالت میں نہ ملو۔ انہوں نے عرض کیا، اس کی کیا صورت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کہیں سے کچھ میسر آئے، اس کو چھپا کر نہ رکھو۔ مانگنے والے سے انکار نہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی ہے اور یہ نہ ہو تو جہنم ہے (در منثور) حضرت ابوذر غفاریؓ بھی انہی حضرات میں ہیں جن کا مسلک یہ ہے کہ روپیہ پیسہ بالکل رکھنے کی چیز نہیں ہے۔ ایک درہم جہنم کا داغ ہے اور دو درہم دو داغ ہیں

ایک مرتبہ حضرت حبیب بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو شام کے امیر تھے۔ حضرت ابوذرؓ کے پاس تین سو دینار اشرفیاں بھیجے اور عرض کیا کہ ان کو اپنی ضروریات میں صرف کرلیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے واپس فرما دیئے اور یہ فرمایا کہ دنیا میں اللہ جل شانہٗ کے ساتھ دھوکہ کھانے والا میرے سوا کوئی نہ ملا (یعنی دنیا کی اتنی بڑی مقدار اپنے پاس رکھنا اللہ تعالیٰ شانہٗ سے غافل ہونا ہے) اور یہی اللہ کے ساتھ دھوکہ ہے کہ اس کے عذاب سے آدمی بے فکر ہو جائے جس کو حق تعالیٰ شانہٗ نے متعدد جگہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے صرف تھوڑا سا سایہ چاہیے جس میں اپنے آپ کو چھپالوں، اور تین بکریاں جن پر ہم سب گذر کرلیں، اور ایک باندی جو اپنی خدمت کا احسان ہم پر کردے اس سے زائد جو ہو مجھے اس کے اندر اللہ جل شانہٗ سے ڈر لگتا ہے۔ ان کا یہ بھی ارشاد ہے کہ قیامت کے دن دو درہم والا ایک درہم والے کی نسبت زیادہ قید میں ہوگا۔ (در منثور)

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ان کا روزینہ بیت المال سے آیا، ایک باندی ان کے پاس تھی جو اس میں سے ضروری چیزیں خرید کر لائی۔ اس کے بعد سات درہم ان کے پاس بچے، فرمانے لگے، کہ اس کے پیسے کرالاؤ (تاکہ تقسیم کردیں) میں نے کہا، ان کو اپنے پاس رہنے دو، کوئی ضرورت پیش آجا کر کوئی مہمان آجائے، فرمایا مجھ سے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طے شدہ بات فرمائی تھی کہ جس سونے یا چاندی کو باندھ کر رکھا جائے گا، وہ اپنے مالک پر آگ کی چنگاری ہے جب تک کہ اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہ کردیا جائے (ترغیب)

حضرت شداد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سخت حکم سنتے تھے پھر جنگل چلے جاتے تھے (کہ اکثر جنگل میں قیام رہتا تھا) اس کے تشریف لے جانے کے بعد اس حکم میں کچھ سہولت پیدا ہو جاتی، جس کا ان کو علم نہ ہوتا، اس لیے وہ سخت ہی حکم پر قائم رہتے (در منثور) یہ صحیح ہے کہ حضرت ابوذرؓ کا مسلک اس بارے میں بہت ہی سخت اور شدت کا ہے۔ باقی اس میں تو کوئی شک نہیں کہ زہد کا کمال یہی ہے جو ان کا مسلک تھا، اور بہت اکابر کا پسندیدہ معمول رہا، مگر اس پر نہ تو کسی کو مجبور کیا جا سکتا ہے، نہ اس پر عمل کرنے میں جہنمی قرار دیا جا سکتا ہے، اپنی خوشی اور رضا ورغبت سے اختیار کرنے کی چیز یہی ہے جس خوش نصیب کو مجھے اللہ جل شانہ اپنے لطف وکرم سے نصیب فرما دے۔ کاش اس دنیا کے کتے کو بھی اللہ جل شانہٗ ان حضرات زاہدین کے اوصاف حمیدہ کا کچھ حصہ عطا فرما دیتا۔

ترجمہ: اور ان منافقوں کو خیر خیرات قبول ہونے سے اس کے سوا کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا (نفاق سے اپنے آپ کو مومن بتاتے ہیں) یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر بہت کاہلی سے (ہارے دل سے) اور نیک کاموں میں خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ (بدنامی سے بچنے کی وجہ سے) ان (مردودوں) کا مال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالے (کہ ایسے مردودوں پر اتنے انعامات کیوں ہیں) اللہ جل شانہٗ کا ارادہ یہ ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے ان کو دنیوی عذاب میں مبتلا رکھے (کہ ہر وقت ان کے فکروں میں مبتلا رہیں) اور کفر ہی کی حالت میں ان کی جان نکل جائے۔"

ابتداء میں خیرات کے قبول ہونے میں کفر کے علاوہ کاہلی سے نماز پڑھنے کو اور بد دل سے صدقہ دینے کو بھی دخل بتایا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام میں اس کو کوئی حصہ نہیں، جس کی نماز نہیں، اس کے لیے دین نہیں، جس کی نماز نہیں۔ نماز دین کے لیے ایسی ضروری چیز ہے، جیسا کہ آدمی کے لیے اس کا سر ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو نماز کو خشوع وخضوع سے اچھی طرح پڑھے وہ نماز نہایت روشن چمکدار بن کر دعائے خیر دیتی ہوئی جاتی ہے جو بُری طرح پڑھے وہ بُری صورت میں سیاہ رنگ میں بددعا دیتی ہوئی جاتی ہے۔ کہ اللہ جل شانہٗ تجھے بھی ایسا ہی برباد کرے جیسا تو نے مجھے برباد کیا۔ اور ایسی نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

قربانی کی حقیقت

مولانا منظور احمد الحسینی

قربانی کا لفظ قربان سے نکلا ہے قربان اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔ قرآن مجید میں قربان کا لفظ تین جگہ استعمال ہوا ہے۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۸۳، سورۃ مائدہ آیت ۲۷، اور سورۃ احقاف آیت ۲۸ میں۔

عربی زبان میں قربانی کیلئے تین لفظ اور استعمال کئے گئے ہیں (۱) النُّسُكُ (۲) النَّحْر (۳) الأُضْحِيَه یا الضَّحِيَّة

نُسُك عبادت طاعت اور ہر اس چیز پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی تلاش کی جائے قرآن مجید میں تین آیات (سورۃ بقرہ آیت ۱۹۶، انعام آیت ۱۶۲ اور سورہ الحج آیت ۳۴) ایسی ہیں جہاں نُسُك سے قربانی مراد لی گئی ہے۔

النَّحْر کا استعمال صرف سورۃ کوثر میں ہوا ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (ترجمہ: پس نماز پڑھو اپنے رب کے واسطے اور قربانی کر۔ عام مفسرین یہی فرماتے ہیں کہ یہاں "وانحر" سے مراد قربانی ہے۔

الأُضْحِيَه اور ضَحِيَّة قربانی کے جانور کو کہتے ہیں۔ اس لفظ کا استعمال قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے البتہ احادیث میں بکثرت ہے۔

قربانی ایک جلیل القدر عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے یہ ابراہیمی یادگار کی حیثیت رکھتی ہے جو ہر سال مسلمانوں پر لازم کی گئی ہے جیسے روزہ کی جگہ نماز یا نماز کی جگہ روزہ اس کی قائمقامی نہیں کر سکتا زکوٰۃ کے بدلے میں حج یا حج کے بدلے زکوٰۃ کافی نہیں اسی طرح اگر کوئی شخص جانور کی جگہ اسکی قیمت صدقہ کر دے یا اتنے پیسے کسی دوسرے نیک کام میں لگا دے تو وہ قربانی کے فریضے سے ہرگز سبکدوش نہیں ہو سکتا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قربانی کا حکم سب مسلمانوں کیلئے عام ہے صرف حجاج کرام کیلئے مخصوص نہیں جو کہ افعال خاص جگہ سے تعلق رکھتے ہیں مگر قربانی امت محمدیہ کیلئے ہر جگہ لازم کر دی گئی ہے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہؓ تابعین تبع تابعین اور پوری امت ہر خطے ہر ملک اور ہر جگہ میں قربانی کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہجرت کے بعد) مدینہ طیبہ میں دس سال قیام فرمایا۔ اور آپ برابر (ہر سال) قربانی کرتے تھے۔ (ترمذی)

قربانی پر ثواب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی عیدالاضحیٰ کے دن فرزند آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے ساتھ زندہ ہو کر آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے پس اے اللہ کے بندو! دل کی پوری خوشی سے قربانیاں کیا کرو۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تمہارے روحانی اور نسلی مورث حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ ان صحابہؓ نے عرض کیا پھر ہمارے لئے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان قربانیوں میں کیا اجر ہے؟ آپ نے فرمایا۔ قربانی کے جانور کے ہر ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ انہوں نے عرض کی تو کیا اون والے جانور کا بھی یہی حساب ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں! ہر اون کے بدلے بھی ایک نیکی۔

قربانی کا طریقہ

قربانی کس طریقے سے ذبح کرنا چاہیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ جب جانور ذبح کریں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کیلئے بکری کو ذبح کرتے تو اپنا پاؤں اس کے مونڈھے پر رکھتے پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے اور ذبح کرتے۔

ابو داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عیدگاہ میں عیدالاضحیٰ کے دن آپ کے ہمراہ حاضر ہوئے جب آپ نے خطبہ مکمل کر لیا تو ایک مینڈھا لایا گیا۔ آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا اور فرمایا کہ یہ میری طرف سے اور میری امت کے ہر اس آدمی کی جانب سے ہے جس نے ذبح نہیں کیا۔ اور صحیحین میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں نحر اور ذبح کیا کرتے (زاد المعاد)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قربانی کے دن یعنی عید قربان کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ سفیدی مائل سینگوں والے دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی۔ جب آپ نے ان کا رخ صحیح یعنی قبلہ کی طرف کر لیا تو یہ دعا پڑھی۔

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ

وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر ذبح کیا۔

ترجمہ: میں نے اس ذات کی طرف اپنا رخ موڑا جس نے آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کیا اس حال میں کہ میں ابراہیم (علیہ السلام) حنیف کے دین پر ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا مرنا اور جینا سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اے اللہ یہ قربانی تیری توفیق سے ہے اور تیرے ہی لئے ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی امت کیطرف سے شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے

(دارمی، مسند احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ)

ذبح کرنے کے بعد پڑھنے کے لیے یہ دعا ماثورہ ہے

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

ترجمہ: اے اللہ اسے میری جانب سے قبول فرما لیجئے جیسے کہ آپ نے اپنے حبیب سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانیاں قبول فرما چکے ہیں اگر یہی دعا دوسرے کیطرف سے پڑھی جائے تو دعائے مذکورہ میں مِنِّی کی بجائے مِنْ کہے اور پھر اس کا نام لے۔

سید الشہداء

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

مولانا احسان دانش، مبلغ ختم نبوت لاہور

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بہت بہادر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کفار کے خلاف لڑی جانے والی جنگوں میں کفار کے بہت سے نامور بہادروں کو جہنم واصل کیا تھا۔

جنگ بدر جو کہ کفر اور اسلام کی پہلی جنگ تھی۔ جب مسلمانوں اور کافروں کے لشکر آمنے سامنے ہوئے تو کفار کے لشکر کے سپہ سالار عتبہ نے میدان کارزار میں آ کر مسلمانوں کو چیلنج کیا کہ تم میں کوئی ایسا بہادر ہے جو میرے مقابلہ میں آئے مسلمانوں کی طرف سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ کے مقابلہ کے لیے میدان جہاد میں اترے۔ عتبہ بار بار بڑی عیاری اور چالاکی سے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کرتا مگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے حملہ کو ناکام بنا دیتے۔ بالآخر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایسا زوردار وار کیا کہ عتبہ کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے اور وہیں دشمن رسول جہنم واصل ہو گیا۔ اسی جنگ میں عتبہ ابن ولید بھی مجاہدین اسلام کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس بات کا عتبہ کی بیٹی ہندہ کو بڑا دکھ ہوا۔

چنانچہ اس نے اپنے غلام جس کا نام وحشی تھا۔ اس کو تیار کیا کہ وہ کسی طریقہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دے۔ ہندہ نے وحشی کو یہ لالچ بھی دیا کہ وہ قتل حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد اسے آزاد کر کے بیش قیمت انعام سے نوازے گی۔ وحشی ہر وقت قتل حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں رہنے لگا۔ منشا ایزدی کے مطابق ۳ ھ کا سورج طلوع ہوا اس میں بھی کفر اور اسلام کے درمیان ایک جنگ ہوئی جسے تاریخ جنگ احد کے نام سے یاد کرتی ہے۔

جنگ احد میں بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے انتہائی جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا، کفار کے لشکر کے سپہ سالار کو قتل کر دیا گیا اور پھر اور کسی کافر کے قتل کے سلسلہ میں تعاقب کر رہے تھے کہ کسی ٹیلہ کے پیچھے سے وحشی نے ایک نیزہ آپ کی طرف پھینکا۔ نیزہ کے وار سے آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے اسی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ نے وحشی کا تعاقب کیا مگر کثرت سیلان خون کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ بھاگ نہ سکے اور گر گئے اور وہیں آپ رضی اللہ عنہ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وحشی نے اپنے اس مذموم کردار کا تذکرہ جب ہندہ سے کیا تو اس نے آ کر آپ رضی اللہ عنہ کی ناک، کان، جگر وغیرہ کاٹ دیئے اور پورے جسم کے گیارہ ٹکڑے کر دیئے۔

امام الانبیاء جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ غم کی وجہ سے نڈھال ہو گئے۔ نطق رسالت نے جنگ میں فقید المثال طاقت کا مظاہرہ کرنے کی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء کا لقب دیا۔ جب کفن دینے کا وقت آیا آپ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کپڑا بھیجا اور جب کفن پہنانے کا وقت آیا تو وہ چھوٹا تھا، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر آپ رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک پر گھاس وغیرہ ڈال کر دفن کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قاتل حضرت وحشی رضی اللہ عنہ اگرچہ بعد میں مسلمان ہو گئے۔ لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام نے فرما دیا تھا کہ وحشی رضی اللہ عنہ تم میرے سامنے نہ آیا کرو مجھے اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ یاد آتے ہیں۔ مگر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو قتل کر کے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بدلہ چکا دیا۔

اولیاء اللہ کی زندگی کے آخری لمحات!

قاضی محمد اسرائیل ـــ مانسہرہ

موت ایک اٹل چیز ہے. جس کا انکار کوئی نہیں کر سکتا. موت تمام مخلوق خداوندی پر آئے گی موت سے کوئی بچا ہے. نہ بچے گا. لیکن گناہ گاروں کی موت اور خاصان خدا کی موت میں فرق ہے. اب ہم اختصار کے ساتھ چند اللہ والوں کی موت کے واقعات نقل کرتے ہیں.

(۱): حضرت بلالؓ کی وفات کا وقت جب قریب آیا. تو ان کی بیوی نے صدمہ کی وجہ سے کہا. واحزناہ یعنی ہائے افسوس آج تم ہم سے جدا ہو رہے ہو! حضرت بلالؓ نے کہا. کہ واطرباہ غداً نلقی الاحبۃ محمداً وحزبہ. کیسے مزے کی بات ہے. کیسے لطف کی بات ہے. کہ کل کو دوستوں سے ملیں گے. آقائے نامدار جناب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیں گے. ان کے ساتھیوں سے ملیں گے

(۲). حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی وفات کا وقت جب قریب آیا. تو وہ ہنسے پھر فرمایا. بمثل ذالک فلیعمل العاملون. اس جیسی چیزوں کے لئے لوگوں کو کام کرنا چاہئے. (اس وقت ان کے پاس جنت کی کچھ اشیاء آئی ہوں گی. جن کو دیکھ کر انہوں نے یہ فرمایا)

(۳) حضرت شیخ جنیدؒ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت ابو سعید خرازؒ کے انتقال کے وقت. وہ بہت ہی مزے میں تھے. یہ کیا بات تھی؟ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ اگر اس وقت ان کی روح اشتیاق میں اڑ جاتی تب بھی بعید نہ تھا.

(۴) حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جب ان کی وفات کا وقت تھا. تو انہوں نے اپنے غلام جس کا نام نضر تھا بلایا اور فرمایا. کہ میرا سر زمین پر رکھ دو. وہ رونے لگے. حضرت ابن مبارکؒ نے پوچھا. کہ رونے کی کیا بات ہے. نضر نے کہا. آپ ایسی راحتوں میں زندگی گزارتے تھے. اب اس طرح فقیروں کی طرح سر زمین پر رکھ کر مر رہے ہیں. فرمانے لگے. چپ رہ. میں نے اپنے خالق و مالک رب تعالیٰ سے دعا کی ہے. کہ میری زندگی مالداروں کی طرح ہو. اور میری موت فقیروں کی.

(۵). حضرت شیخ ذوالنون مصریؒ سے کسی نے انتقال کے قریب پوچھا. کہ کچھ فرمانا ہے. کوئی خواہش ہو تو بتا دیں. فرمایا. صرف یہ خواہش ہے. کہ مرنے سے پہلے اس کی معرفت حاصل ہو جائے.

(۶). حضرت عطا بن یسارؒ کہتے ہیں. کہ ایک شخص کے انتقال کا وقت قریب تھا. شیطان ان کے پاس آیا. اور کہنے لگا. تو مجھ سے چھوٹ ہی گیا (میرے قابو میں نہ آیا). وہ فرمانے لگے. مجھے تجھ سے اب تک اطمینان نہیں ہے. (شیطان پر اعتماد ہی نہ کرنا کامیابی ہے)

(۷). ایک آدمی نے بیان کیا کہ میں حضرت ممشاد دینوریؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا. اتنے میں ایک فقیر آیا. اور کہنے لگا. یہاں کوئی پاک صاف جگہ ایسی ہے. جہاں کوئی مر جائے انہوں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا. جہاں پانی کا چشمہ بھی تھا. وہ اس کے قریب گیا. اور وضو کیا. پھر نماز پڑھی. اس کے بعد پاؤں پھیلا کر لیٹ گیا. اور خالق حقیقی کو ملنے کے لئے مر گیا.

(۸). حضرت جریریؒ کہتے ہیں. کہ میں حضرت جنیدؒ کے پاس ان کے انتقال کے وقت موجود تھا. حضرت شیخ جنیدؒ قرآن پاک کی تلاوت بڑے مزے اور لطف سے کر رہے تھے. کسی نے عرض کیا. یہ وقت کیا تلاوت کا ہے. (ضعف کی وجہ سے بہت کمزور تھے.) فرمانے لگے. کہ اس وقت سے زیادہ اچھا وقت تلاوت کا کون سا ہو گا. میرا اعمال نامہ اس وقت بند ہو رہا ہے. میں چاہتا ہوں. کہ میرا آخری لمحہ قرآن پاک کی تلاوت ہو

(۹). ایک روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہؓ کے انتقال کا وقت جب قریب ہوا. تو فرمانے لگے. محبوب (پیاری موت) احتیاج کے وقت آیا جو نادم ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا. یا اللہ تجھے معلوم ہے. کہ ہمیشہ مجھے فقر غنا سے زیادہ محبوب رہی. اور بیماری صحت سے زیادہ پسندیدہ رہی. اور موت زندگی سے زیادہ مرغوب رہی. مجھے جلدی سے موت عطا کر دے. کہ میں تجھ سے ملوں.

(۱۰) حضرت سیدنا معاذؓ کے جب انتقال کا وقت قریب تھا. فرمایا میرے اللہ تجھے معلوم ہے. کہ میں دنیا میں زیادہ دن رہنا چاہتا تھا. مگر نہ اس وجہ سے کہ مجھے دنیا سے محبت تھی. نہ اس وجہ سے کہ یہاں نہریں اور باغ لگاؤں. بلکہ اس وجہ سے چاہتا تھا. کہ گرمیوں کے دوپہر میں روزہ کی پیاس کا لطف اٹھاؤں. اور (آپ کے سچے دین کے لئے) مشقت میں وقت گزاروں اور تیرے ذکر کے حلقوں میں شریک ہوا کروں.

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

محمد اقبال ــــ حیدر آباد

نام: رملہ اور کنیت اُم حبیبہ رض تھی۔ نسب نامہ: اُم حبیبہ رض بنت ابوسفیان رض بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت اُم حبیبہ رض حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ وہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سترہ برس قبل مکہ میں پیدا ہوئیں۔

حضرت اُم المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا۔ دونوں نے بعد بعثت کے ابتدائی دور میں اکٹھے ہی اسلام قبول کیا۔ حضرت ام حبیبہ رض کے والد اُس وقت اسلام کے سخت ترین دشمن تھے۔ اور مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی تو عبیداللہ بن جحش اور حضرت اُم حبیبہ رض بھی دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ ہجرت کر کے حبش چلے گئے۔ حبش پہنچنے کے چند روز بعد عبیداللہ مرتد ہو گئے اور عیسائی مذہب اختیار کر کے شراب نوشی شروع کر دی۔ حضرت اُم حبیبہ رض نے شوہر کو بہت سمجھایا کہ کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ لیکن خدا نے ان کے دل پر مہر لگا دی تھی۔ کوئی اثر نہ ہوا اور عیسائیت میں رندانہ زندگی بسر کرتے ہوئے وفات پائی۔

عبیداللہ کی صلب سے حضرت اُم حبیبہ رض کی ایک بیٹی حبیبہ رض نام کی تھیں۔ ان کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان ہی کے نام سے حضرت رملہ رض کی کنیت اُم حبیبہ رض مشہور ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب عالم غربت میں حضرت ام حبیبہ رض کے بیوہ ہونے کی اطلاع ملی۔ تو آپ ؐ نے ان کے ایام عدت پورے ہونے کے بعد حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی شاہ حبش کے پاس اس غرض کے لیے بھیجا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُم حبیبہ رض کو نکاح کا پیغام دیں۔ نجاشی نے اپنی ایک لونڈی کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام نکاح حضرت اُم حبیبہ رض کو بھیجا۔ انہیں بے حد مسرت ہوئی۔ اظہار تشکر کے طور پر لونڈی کو چاندی کے دو کنگن اور نقرئی انگوٹھیاں عطا کیں اور حضرت خالد رض بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل مقرر فرمایا۔ شام کو نجاشی نے حضرت جعفر رض بن ابی طالب اور دوسرے مسلمانوں کو بلا کر خود نکاح پڑھایا۔ رسم نکاح سے فراغت کے بعد حضرت خالد رض بن سعید نے سب کو کھانا کھلا کر رخصت کیا۔ نکاح کے کچھ عرصہ بعد حضرت اُم المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا حبش سے مدینہ منورہ آ گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں خیبر کی مہم پر تشریف لے گئے تھے۔ یہ اواخر ۶ھ یا اوائل ۷ھ کا واقعہ ہے۔

حضرت اُم حبیبہ رض بڑی نیک فطرت اور صالح خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قدیم الاسلام ہونے کا شرف عطا کیا۔ حالانکہ ان کے والد فتح مکہ تک مشرکین قریش کی قیادت کرتے رہے۔ اسلام کی خاطر انہوں نے طویل سفر کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ اور حبش میں غربت کی زندگی اختیار کی۔ حالانکہ ان کا گھرانہ تمول اور ریاست کے لحاظ سے قریش میں بہت ممتاز تھا۔

فتح مکہ سے قبل ان کے والد ایک دفعہ ان سے ملنے مدینہ آئے۔ اس آمد کا مقصد یہ تھا کہ اپنی بیٹی کی معرفت معیاد صلح کی توسیع کے لیے کوشش کریں۔ جب وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر بیٹھنے لگے تو حضرت اُم حبیبہ رض نے بستر الٹ دیا۔ ابوسفیان رض کو ناگوار گزرا۔ بولے "تمہیں اس بستر پر اپنے باپ کا بیٹھنا بھی پسند نہیں" حضرت اُم حبیبہ رض نے جواب دیا۔ بے شک مجھے پسند نہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر ایک مشرک بیٹھے، ابوسفیان رض خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے اور صرف اتنا کہا" تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی ہے۔

حضرت ام المومنین اُم حبیبہ رض حسن ظاہری سے بھی متصف تھیں۔ صحیح مسلم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کے حسن و جمال پر فخر کیا کرتے تھے۔

مسند احمد میں ہے ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص بارہ رکعت نفل روزانہ پڑھے گا۔ اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

حضرت اُم حبیبہ رض سن رہی تھیں اس کے بعد ساری زندگی بارہ رکعت نفل روزانہ نہایت پابندی سے پڑھتی رہیں ـــــــ جب ان کے والد حضرت ابوسفیان رض فوت ہوئے۔ تو تین دن کے بعد خوشبو منگا کر رخساروں اور بازوؤں پر ملی اور فرمایا

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ایماندار عورت کے لیے تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ جائز نہیں۔ سوائے خاوند کے کہ اس کی موت پر چار مہینہ اور دس دن بیوی کو سوگ کرنا چاہیے۔

ام المومنین حضرت اُم حبیبہ رض نے ۴۴ھ میں ۷۴ سال کی عمر میں (اپنے بھائی حضرت امیر معاویہ رض کے عہد حکومت میں) وفات پائی۔ وفات سے پہلے حضرت عائشہ رض کو بلایا اور کہا " میرے اور آپ رض کے درمیان

باقی ص ۳۰

فریضۂ حج اور مسائل قربانی

ادارہ

فرضیت حج

حج دیگر ارکان و فرائض اسلام کے منجملہ ایک رکن اور فرض ہے، یہ فرض بھی زکوٰۃ کی طرح صاحب ثروت اور مالدار مسلمان ہی پر فرض ہے، دیگر فرائض کی طرح یہ فرض بھی اس کا تقاضہ کرتا ہے کہ اس کو ادا کرنے والے محض تعمیل حکم الٰہی کی نیت سے نہایت خوشدلی اور پورے ذوق و شوق کے ساتھ ادا کریں کسی دنیاوی مقصد کے ساتھ یا طبعی انقباض اور مردہ دلی کے ساتھ ادائیگی ضابطہ میں تو درست ہوتی ہے مگر رابطہ پیدا نہیں کرتی جبکہ تمام عبادات اور فرائض کا ماحصل اپنے خالق و مالک سے رابطہ و تعلق قائم کرنا ہی ہے۔

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاۗؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا اس کے پاس تو (اس عمل قربانی کے سلسلہ میں) تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

اور تقویٰ رابطہ و تعلق ہی کی ایک شکل اور نام ہے۔

اس لئے جب اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو اس قابل بنائے کہ حج اس پر فرض ہو جائے تو اسے اپنی پہلی فرصت میں اس سے عہدہ برآ ہونے کی سبیل کرنی چاہیے، محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کی پکار پر لبیک کہنے کی جب بھی ہمت آ جائے تو فوراً سر آنکھوں سے دوڑتا ہوا جائے! کیونکہ دین اسلام کے احکام و تقاضے عین فطرت کے مطابق ہیں اس لئے اس کے تمام فرائض و عبادات، منضبط، منظم اور قواعد و اصول سے مرتب و مزین ہیں اور کہیں کوئی ایسا ضابطہ اس میں نہیں پایا جاتا جس سے انسان اپنے کو مجبور محض پائے!

حج کے قواعد و ضوابط بھی ایسے ہی ہیں، اس کی فرضیت کے بھی چند ضابطے ہیں۔

پہلا ضابطہ تو یہی ہے کہ اس کے پاس اتنا مال ہو کہ اپنے سفر خرچ کے علاوہ اس کے زیر کفالت افراد کیلئے بھی کافی ہو۔

پھر راستہ امن ہو، جان جانے کا خطرہ غالب نہ ہو حکومت وقت کی طرف سے ممانعت نہ ہو۔ تندرست ہو، معذور نہ ہو۔

مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جس بندہ پر یہ انعام فرمایا ہو کہ صحت و توانائی بخشی سفر کی آسانیاں اور سہولتیں میسر فرمائیں راحت و آرام کے اسباب مہیا کرنے کے لئے دولت دی سفر و حضر کے تمام موانعات دور فرمائے، تو کیا اس بندہ کا فریضہ نہیں ہے کہ وہ اپنے مالک کے بلاوے پر لبیک کہتا ہوا دوڑا جائے!

اور جو ناہنجار ایسا ہو اسی کے لئے آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعید فرمائی ہے کہ پھر وہ چاہے نصرانی ہو کر مرے یا یہودی!

سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عتاب آمیز ارشاد سے یہی واضح ہوتا ہے کہ سب سہولتیں اور آسانیاں میسر آنے کے بعد مسلمان تو اس فریضہ کی ادائیگی سے رک نہیں سکتا، کیونکہ نافرمانی مسلمان کا شیوہ نہیں!

معقول عذر کی بناء پر تاخیر کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں، مگر یہ دھیان رہے کہ وہ علام الغیوب ہے، دلوں کے بھید اس سے چھپے ہوئے نہیں، وہ جانتا ہے کون معذور اور کس کے پاس معقول عذر ہے، اور کون جی چراتا جان بچاتا اور بہانہ بازی کر رہا ہے!

حج ایسا فرض اور ایسی عبادت ہے کہ اس کو بہترین جہاد کہا گیا ہے، اور اسی کے متعلق ارشاد فرمایا گیا کہ حاجی اگر لڑائی جھگڑے اور گناہوں کے کاموں سے بچ کر حج پورا کرے تو وہ ایسا ہو جائے گا کہ جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

جس طرح نماز کیلئے پاکی جسم و لباس، سمت، وقت وغیرہ کی پابندی کے ساتھ جسم کی خاص حرکات جنہیں قیام و قعود رکوع و سجود کہا جاتا ہے متعین و ضروری ہیں اور جس طرح روزہ کے لئے خاص مہینہ میں معینہ وقت تک نفسانی اور جسمانی خواہشات سے رکا رہنا لازمی ہے اسی طرح حج کے لئے بھی خاص وقت خاص لباس اور متعین احکام و اعمال ہیں جن کی پابندی کرنے سے ہی اصلی حج معنوں میں فریضہ حج سے سبکدوش ہو سکتا ہے اور یہ مخصوص اوقات اور مقامات بھی حج کے فرض ہونے اور ادا ہونے نہ ہونے میں دخیل ہیں، مثلاً ایک شخص مالدار ہو اگر ابھی حج کا موسم نہیں آیا تو اس پر حج فرض نہیں یہ دولت حج کا موسم شروع ہونے سے پہلے ضائع ہو جائے تو اس پر کوئی فریضہ لازم نہیں، ہاں موسم حج تک رقم تھی اور پھر ضائع ہو گئی تو اس پر حج فرض ہو گیا، جس کی ادائیگی اس کے ذمہ ہے، ہر جگہ حج کا وہی موسم شمار ہوتا ہے جہاں سے لوگ ان دنوں میں حج کے لئے روانہ ہوتے ہوں اور حج کے مہینے شوال سے شروع ہوتے ہیں۔

پھر حج بھی دیگر عبادات کی طرح صرف مسلمان (مرد و عورت) عاقل بالغ پر فرض ہوتا ہے، پاگل اور بچوں پر فرض نہیں عورت کے لئے دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ محرم بھی شرط ہے، کافر و مرتد کا حج ہوتا ہی نہیں، کوئی مسلمان حج کر کے

(۳) بلوغ (۴) عقل (۵) آزاد ہونا (۶) حج کی استطاعت وقدرت (۷) حج کا وقت ہونا۔

ان شرائط کے پیش نظر نابالغ بچوں، پاگلوں، شرعی غلاموں، ناداروں اور کافروں پر فرض ہی نہیں ہوتا۔

حج کی استطاعت اور قدرت کا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ، رہنے کا مکان، استعمالی کپڑوں، سامان خانہ داری نوکر، چاکر، واپسی تک اہل وعیال کے خرچ، سواری، پیشہ ورانہ آلات وسامان، قرض اور مکان کی مرمت کے اخراجات کے علاوہ ہو۔

وہ مال اپنی جائز کمائی کا اور اپنی ملکیت ہو، حرام مال سے حج کرنا بھی حرام ہے گو فرض ساقط ہو جاتا ہے مگر حرام مال سے کیا ہوا حج قبول نہیں ہوتا۔

اگر تمام شرائط پائی جاتی ہوں مگر ابھی حاجیوں کے جانے کا وقت نہیں آیا تو بھی حج فرض نہیں ہوا، البتہ جس جگہ قرعہ اندازی کا رواج ہے وہاں حج کے لئے درخواستیں طلب کرنے کا وقت ہی شمار ہوگا۔

اگر کسی نے حج فرض ہونے کے بعد درخواست دی مگر قرعہ اندازی میں نام نہیں آیا، تو وہ معذور ہے ان شاء اللہ آخرت کی بازپرس سے محفوظ رہے گا اسے چاہیے کہ جب تک نمبر نہ آئے درخواست دیتا رہے اور خدانخواستہ وقت آخر آجائے تو وصیت کر جائے کہ میرا حج فرض ادا کرا دیا جائے۔

وجوب ادا کی شرائط

یہ وہ شرطیں ہیں کہ ان کے پائے جانے سے حج فرض تو نہیں ہوتا، البتہ ان شرائط کے پائے جانے سے فرض شدہ حج ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

پس اگر حج فرض ہونے اور ادا کرنا واجب ہونے کی شرطیں پائی جائیں تو پھر خود حج کرنا فرض ہوتا ہے، لیکن اگر فرض ہونے کی شرطیں تو پائی جائیں مگر ادا کرنے کی شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو پھر خود حج کرنا تو فرض نہیں خدانخواستہ مرتد ہو جائے تو اس کا حج کالعدم ہے، وہ اگر دوبارہ مسلمان ہو جائے اور دیگر شرائط پائی جائیں تو دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔

حج کی شرطیں

حج کی شرطیں چار قسم کی ہوتی ہیں (۱) حج واجب ہونے کی شرطیں (۲) حج ادا کرنا واجب ہونے کی شرطیں (۳) حج کی ادائیگی صحیح ہونے کی شرطیں (۴) حج پورا ہونے اور ذمہ سے ساقط ہونے کی شرطیں۔

ذیل میں چاروں شرطوں کا تفصیلی بیان پیش ہے۔

شرائط وجوب حج

حسب ذیل سات شرطیں پائی جائیں تو حج فرض ہو جاتا ہے۔ (۱) اسلام (۲) حج کی فرضیت کا علم (یہ دارالحرب کافر کے ملک) میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے شرط ہے) ہونا البتہ اپنی طرف سے فی الحال کسی اور سے حج کرانا یا بعد میں کرانے کی وصیت کرنا واجب ہوتا ہے۔ ایسی شرطیں پانچ ہیں، اول کی تین تو مرد وعورت دونوں کیلئے ہیں، آخری دو عورتوں کیلئے مخصوص ہیں۔

(۱) تندرست ہونا (۲) قید یا حاکم کی طرف سے ممانعت نہ ہونا (۳) راستہ پرامن ہونا (۴) عورت کیلئے محرم کا ساتھ ہونا (۵) کسی طرح کی عدت میں نہ ہونا۔

اکثر علماء کی رائے کے مطابق، اندھے، لنگڑے اور فالج زدہ وغیرہ پر حج فرض ہو جاتا ہے گو بعض علماء کا اختلاف بھی ہے۔ ایسا آدمی اگر خود حج کے لئے نہ جا سکتا ہو تو اس پر حج بدل کرانا یا اس کی وصیت کر جانا واجب ہے، اور یہ اختلاف بھی اس وقت ہے جبکہ معذوری کی حالت میں حج فرض ہوا ہو لیکن اگر تندرستی کی حالت میں حج فرض ہوا اور پھر یہ معذور ہو گیا تو بالاتفاق اس پر حج فرض ہے خود ادا کرے یا کسی اور سے کرائے۔

عورت کا کوئی محرم نہ ہو یا محرم ہو مگر ساتھ جانے پر تیار نہ ہو تو خود حج کرنا واجب نہیں کسی اور سے حج کرانے یا اس کی وصیت کرنا اس کے لئے بھی واجب ہے۔

محرم وہ مرد ہوتا ہے جس سے ساری عمر کسی بھی صورت نکاح کرنا جائز نہ ہو، اس سے معلوم ہو گیا کہ بہنوئی بھتیجے اور بھانجے داماد وغیرہ محرم نہیں ہیں۔

پھر محرم کا عاقل، بالغ اور دیندار ہونا بھی شرط ہے بدقماش، پاگل اور بچہ کے ساتھ جانا بھی جائز نہیں۔ اس کے باوجود کوئی عورت بغیر محرم کے حج ادا کرے گی تو فرض تو ادا ہو جائے گا البتہ اس شرعی حکم کی خلاف ورزی کا سخت گناہ ہوگا۔

محرم اپنے خرچ پر نہ جانا چاہیں تو ان کا خرچ بھی عورت کے ذمہ ہوگا، اگر ان کے خرچ کی استطاعت نہ ہو تو اس عورت پر حج فرض نہ ہوگا۔

عورت پر حج فرض ہو اور محرم بھی ساتھ ہو تو شوہر کو روکنے کا اختیار ہے۔

عدت کی حالت میں اگر کوئی عورت حج کرے تو حج کا فرض ادا ہو جائے گا، لیکن گنہگار ہوگی۔

شرائط صحت ادا

یہ وہ شرطیں ہیں کہ ان کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا۔

(۱) اسلام (۲) احرام (۳) حج کا زمانہ ہونا، یعنی ارکان حج طواف، سعی، وقوف وغیرہ حج کے مہینوں میں اپنے اپنے وقت پر ادا کرنا (۴) ہر چیز کو اس کے مقررہ اور مخصوص مقامات میں ادا کرنا (۵) تمیز، اتنی سوجھ بوجھ کہ فرائض، واجبات، شرائط وغیرہ کو سمجھتا ہو (۶) عقل (۷) احرام کے بعد

وقوف عرفہ سے پہلے عمل زوجیت کا ارتکاب نہ کرنا اگر ایسا کر لیا تو حج صحیح نہ ہوگا، جرمانہ بھی دینا پڑے گا اور اس حج کی قضا بھی کرنی ہوگی (۸) حج کے افعال خود کرنا خواہ وہ شرائط ہوں یا ارکان و واجبات (۹) جس سال احرام باندھے اسی سال حج کرنا۔

شرائط وقوع فرض

یعنی یہ شرطیں اگر پائی جائیں تو سمجھا جائے گا کہ حج ہو گیا اور فرض ذمہ سے ساقط ہو گیا۔

(۱) حج کے وقت مسلمان ہونا (۲) آخر عمر تک اسلام کا باقی رہنا۔ اگر بعد حج مرتد ہو گیا تو حج کالعدم ہو گیا (۳) آزاد ہونا (۴) بالغ ہونا (۵) عاقل ہونا (۶) بشرط قدرت خود حج کرنا (۷) جماع سے حج کو فاسد نہ کرنا (۸) کسی دوسرے کی طرف سے نیت نہ کرنا (۹) حج نفل کی نیت نہ کرنا۔

غلام بچہ، پاگل اگر حج کرلے تو آزاد ہونے بالغ ہونے اور پاگل پن دور ہو جانے کے بعد پھر حج کرنا ہوگا بشرطیکہ قدرت اور شرائط موجود ہوں۔

مسائل قربانی

فضیلت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ کو پسند نہیں، ان دونوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے افضل ہے، اور ذبح کرتے وقت جو خون کا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے۔ تو خوب خوشی سے اور دل کھول کر قربانی کیا کرو۔

اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں۔ ہر ہر بال کے بارے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۱

قربانی ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد اور عورت پر واجب ہے جب کہ ان قربانی کے دنوں میں وہ نصاب کا مالک ہو۔ نصاب پر سال گزرنا شرط نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲

بقرعید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارھویں تاریخ کی شام تک قربانی کا وقت سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے تک ہے چاہے جس دن قربانی کرے درست ہے لیکن سب سے افضل دن بقرعید کا دن ہے۔ پھر گیارھویں تاریخ کا دن پھر بارھویں تاریخ کا دن۔

مسئلہ نمبر ۳

بقرعید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں جب کسی بھی جگہ لوگ عید کی نماز پڑھ چکیں تب ذبح کریں۔

مسئلہ نمبر ۴

بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹنی، اونٹ۔ اتنے جانوروں کی قربانی درست ہے اور کسی جانور کی قربانی جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر ۵

یہ جانور موٹے تازے تندرست صحت مند ہوں لنگڑے لولے، کمزور مریل قسم کے جانور نہ ہوں اور اندھا وغیرہ بھی نہ ہو۔

مسئلہ نمبر ۶

گائے، بھینس، اونٹ وغیرہ میں سات آدمی بھی شریک ہو سکتے ہیں اور ایک آدمی اکیلا بھی کر سکتا ہے البتہ بکرا، دنبہ وغیرہ کی صرف ایک آدمی کی طرف سے قربانی ہوگی۔

مسئلہ نمبر ۷

جب سات آدمی شریک ہوں تو گوشت اندازے سے تقسیم نہ کیا جائے بلکہ باقاعدہ ترازو سے تول کر تقسیم کریں اگر ترازو نہ ملے تو مجبوراً برابر بانٹ لیں۔

مسئلہ نمبر ۸

بکرا، دنبہ وغیرہ سال بھر کے ہونے ضروری ہیں اس سے کم عمر کے درست نہیں ہاں البتہ بھیڑ و دنبہ خوب موٹا تازہ ہو قد جسم میں سال بھر کے برابر معلوم ہوتا ہو تو وہ چھ ماہ تک بھی جائز ہے اس سے کم نہیں گائے ۲ سال سے کم اونٹ ۵ سال سے کم جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر ۹

قربانی کا گوشت خود کھائے، اپنے رشتہ داروں کو کھلائے اور غریب محتاجوں کو دے سب درست ہے بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے ایک اپنے لئے دوسرا رشتہ داروں کے لئے اور تیسرا حصہ غریب کو دیدے

مسئلہ نمبر ۱۰

قربانی کی کھال خود جائے نماز وغیرہ بنا کر استعمال کر سکتا ہے بیچ کر پیسے استعمال کرنا جائز نہیں بہتر یہ ہے کہ کسی بیوہ، یتیم، مسکین یا دارالعلوم کے مستحق طلباء کو دے دی جائے اس میں دوگنا ثواب ہے ایک تو غریب ہونے کا اور دوسرا علم دین کے پڑھنے کا۔

مسئلہ نمبر ۱۱

قربانی کی کھال یا اس کو بیچ کر قیمت قصاب وغیرہ کو اجرت میں دینا ہرگز جائز نہیں اس کا خیرات کرنا ہی ضروری ہے۔

ذبح کرنے کا طریقہ

ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قبلہ کی طرف لٹا کر تیز چھری سے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس کا گلا کاٹے یہاں تک کہ چار رگیں کٹ جائیں۔ سانس والی رگ، دانہ خوراک والی رگ اور دو شہ رگیں جو سانس والی کے دائیں بائیں ہوتی ہیں۔

ضبط و ترتیب: منظور احمد الحسینی

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

صحیح قول کے مطابق بچے اور مجنون پر قربانی واجب نہیں۔ خواہ وہ مالدار ہوں۔

قربانی کا وقت

۱۔ بقرعید کی دسویں تاریخ (عید کے دن) سے لے کر بارہویں تاریخ تک کی شام (آفتاب غروب ہونے سے پہلے) تک قربانی کا وقت ہے۔ ان دونوں میں جب چاہے قربانی دے سکتا ہے لیکن پہلا دن افضل ہے۔ پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔

۲۔ شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں۔ اگر کسی نے عید سے پہلے جانور ذبح کر دیا تو یہ گوشت کا جانور ہوا، قربانی نہیں ہوگی۔ البتہ دیہات میں، جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، عید کے دن صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد قربانی کرنا درست ہے۔

۳۔ اگر شہری آدمی خود تو شہر میں موجود ہے مگر قربانی کا جانور دیہات میں بھیج دے اور قربانی صبح صادق کے بعد قربانی ہو جائے تو درست ہے۔

۴۔ ان تین دنوں کے دوران رات کے وقت قربانی کرنا بھی جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔

۵۔ اگر ان تین دنوں کے اندر کوئی مسافر اپنے وطن پہنچ گیا یا اس نے کہیں اقامت کی نیت کر لی اور وہ صاحب نصاب ہے تو اس کے ذمہ قربانی واجب ہوگی۔

۶۔ جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے۔ اس کے لیے ان دنوں میں قربانی کا جانور ذبح کرنا ہی لازم ہے۔ اگر اتنی رقم صدقہ خیرات کر دے تو قربانی ادا نہیں ہوگی اور یہ شخص گناہ گار ہوگا۔

۷۔ جس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی اور ان تین دنوں میں اس نے قربانی نہیں کی تو اس کے بعد قربانی کرنا درست نہیں۔ اس شخص کو توبہ و استغفار کرنا چاہیے اور قربانی کے جانور کی مالیت صدقہ خیرات کر دے۔

۸۔ ایک شخص نے قربانی کے جانور باندھ رکھا تھا۔ مگر کسی عذر کی بنا پر قربانی کے دنوں میں ذبح نہیں کر سکا۔ تو اس کا اب صدقہ کر دینا واجب ہے، ذبح کر کے گوشت کھانا درست نہیں۔

۹۔ قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے۔ لیکن جو شخص ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا کسی وجہ سے ذبح نہ کرنا چاہتا ہو اسے ذبح کرنے والے پاس رہنا بہتر ہے۔

۱۰۔ قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ دل میں نیت کر لینا کافی ہے اور بعض دعائیں جو حدیث پاک میں منقول ہیں اگر کسی کو یاد ہوں تو ان کا پڑھنا مستحب ہے۔

کسی دوسرے کی طرف سے نیت کرنا

۱۔ قربانی میں نیابت جائز ہے۔ یعنی جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے۔ اگر اس کی اجازت سے یا حکم سے دوسرے شخص نے اس کی طرف سے قربانی کر دی تو جائز ہے۔ ۲۔ آدمی کے ذمہ اپنی بالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں، اگر وہ مالدار ہوں تو خود کریں۔

۳۔ اسی طرح مرد کے ذمہ بیوی کی جانب سے قربانی

غصہ کا علاج

حسب ذیل امور کو متعدد بار اتنا پڑھے کہ غصے کے وقت یاد رہیں۔

۱۔ پوری اعوذ باللہ پڑھنا

۲۔ وضو کر لینا

۳۔ کھڑے ہو تو بیٹھ جانا بیٹھے ہو تو لیٹ جانا۔

۴۔ جس پر غصہ آ رہا ہو اس کے سامنے سے ہٹ جانا یا اس کو ہٹا دینا۔

۵۔ کسی صالح کی صحبت میں بیٹھ جانا۔

۶۔ ذکر اللہ میں مشغول ہو جانا نیز درود شریف پڑھنا

۷۔ حتی الوسع بات نہ کرنا اور نہ کوئی معاملہ کرنا اس کے ساتھ جس پر غصہ آ رہا ہو۔

۸۔ یہ سوچنا غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔

۹۔ یہ سوچنا کہ میں بھی اللہ کا خطاوار ہوں اگر میری خطا پر مواخذہ فرمایا جاوے تو نجات پانا مشکل ہے نیز دوسروں کی خطایا کو درگزر کرنے پر امید ہے کہ میری خطایا معاف ہو جاوے گی۔ لہذا جس پر غصہ آ رہا ہے اس سے درگزر کرنا ہی بہتر ہے۔

۱۰۔ اگر ہدایت مجوزہ کے خلاف عمل ہو جاوے تو ۵۰ پیسے یا دس روپے تک خیرات کرے اور چار رکعت نفل نماز پڑھے۔

کرنا لازم نہیں۔ اگر وہ صاحب نصاب ہوں تو اس کے لیے الگ قربانی کا انتظام کیا جائے۔

۴۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو وہ اپنی واجب قربانی کے علاوہ اپنے مرحوم والدین اور دیگر بزرگوں کی طرف سے بھی قربانی کر دی جائے۔ اس کا بڑا اجر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بھی ہم پر بڑے احسانات اور حقوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے گنجائش دی ہو تو آپ کی طرف سے بھی قربانی کی جائے مگر اپنی واجب قربانی لازم ہے۔ اس کو چھوڑنا جائز نہیں

قربانی کن جانوروں کی جائز ہے؟

۱۔ بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی کی قربانی درست ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی درست نہیں۔

۲۔ گائے، بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی یہ درست ہے مگر یہ ضروری ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ سب کی نیت قربانی یا عقیقہ کی ہو۔ صرف گوشت کھانے کے لیے حصہ رکھنا منظور نہ ہو۔ اگر ایک آدمی کی نیت بھی صحیح نہ ہو تو کسی کی بھی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

۳۔ کسی نے قربانی کے لیے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت تھی کہ دوسرے لوگوں کو بھی اس میں شریک کر لیں گے اور بعد میں دوسروں کا حصہ رکھ لیا تو یہ درست ہے لیکن اگر گائے خریدتے وقت دوسرے لوگوں کو شریک کرنے کی نیت نہیں کی تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف قربانی کرنے کی نیت تھی، مگر اب دوسروں کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے تو دیکھیں گے کہ آیا اس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے یا نہیں۔ اگر واجب ہے تو دوسروں کو بھی شریک کر تو سکتا ہے مگر بہتر نہیں۔ اور اگر اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو دوسروں کو شریک کرنا درست نہیں۔

۴۔ اگر قربانی کا جانور گم ہو گیا اور اس نے دوسرا خرید لیا پھر اتفاق سے پہلا بھی مل گیا تو اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی تب تو صرف ایک جانور کی قربانی اس کے ذمہ ہے اور اگر واجب نہیں تھی تو دونوں جانوروں کی قربانی لازم ہوگی۔

۵۔ بکری اگر ایک سال سے کم کی ہو خواہ ایک ہی دن کی کمی ہو اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔ پورے سال کی ہو تو درست ہے اور گائے یا بھینس پورے دو سال کی ہو تو قربانی درست ہوگی۔ اس سے کم عمر کی ہو تو درست نہیں اور اونٹ پورے پانچ سال کا ہو تب قربانی ہوگی۔

۶۔ بھیڑ یا دنبہ اگر چھ مہینے سے زائد کا ہو اور اتنا فربہ ہو کہ اگر پورے سال والے بھیڑ دنبوں کے درمیان چھوڑا جائے تو فرق معلوم نہ ہو تو اس کی قربانی کرنا درست ہے۔ اور اگر کچھ فرق معلوم نہیں ہوتا ہے، تو قربانی درست نہیں

۷۔ جو جانور اندھا یا کانا ہو یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زائد جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو تو اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔

۸۔ جو جانور اتنا لنگڑا ہو کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہو۔ چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہی نہیں یا رکھتا ہے تو مگر اس سے چل نہیں سکتا تو اس کی قربانی درست نہیں اور اگر چلنے میں چوتھے پاؤں کا سہارا تو لیتا ہے مگر لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

۹۔ اگر جانور اتنا دبلا ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا ایک دم نہیں رہا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اگر ایسا دبلا نہ ہو تو قربانی

تجربہ کار نمائندے درکار ہیں
جو ہماری تیار کردہ ادویات کے
صوبہ سرحد، سندھ، بلوچستان اور پنجاب سے
آرڈر بک کر کے بھجوائیں، اُن کو معقول
کمشن دیا جائے گا۔
جو صاحبان سٹاکسٹ بننا چاہیں
خط و کتابت کریں۔

اطبائے کرام و معالجین حضرات
آیورویدک
کشتہ جات
جڑی بوٹیوں کے
نمکیات
اور صحیح اجزاء سے تیار کردہ
قرابادینی مرکبات
پیش کرنیوالا ممتاز ادارہ

الحافظ دواخانہ منچن آباد ضلع بہاولنگر
ALHAFIZ

فہرست ادویہ مفت طلب فرمائیں

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے تاریخی مقدمہ کا فیصلہ

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے تاریخی مقدمہ میں ان کی اپیل پر مسٹر کھوسلا سیشن جج گورداسپور نے بزبان انگریزی جو فیصلہ صادر کیا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ شائع کیا جاتا ہے۔

مرافعہ گزار سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت مجرم قرار دیتے ہوئے اس تقریر کی پاداش میں جو انہوں نے ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو تبلیغ کانفرنس قادیان کے موقعہ پر کی، چھ ماہ کی قید بامشقت کی سزا دی گئی۔

مرزا اور مرزائیت

مرافعہ گزار کے خلاف جو الزام عائد کیا گیا ہے۔ اس پر غور و خوض کرنے کے قبل چند ایسے حقائق واقعات بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جن کا تعلق امور زیر بحث سے ہے۔ آج سے تقریباً ۵۰ سال قبل قادیان کے ایک باشندہ مسمی غلام احمد نے دنیا کے سامنے یہ دعوی پیش کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس اعلان کے ساتھ ہی اس نے اسقف اعظم کی حیثیت بھی اختیار کر لی اور ایک نئے فرقہ کی بنیاد ڈالی جس کے ارکان اگرچہ مسلمان ہونے کے مدعی تھے، لیکن ان کے بعض عقائد و اصول عام عقائد اسلامی سے بالکل متبائن تھے۔ اس فرقہ میں شامل ہونے والے لوگ قادیانی یا مرزائی یا احمدی کہلاتے ہیں۔ اور ان کا مابہ الامتیاز یہ ہے کہ یہ لوگ فرقہ مرزائیہ کے بانی (مرزا غلام احمد) کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔

قادیانیت کی تاریخ

بتدریج یہ تحریک ترقی کرنے لگی، اور اس کے معتقدین کی تعداد چند ہزار تک پہنچ گئی مسلمانوں کی طرف سے مخالفت ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ مسلمانوں کی اکثریت نے مرزا کے دعاوی بلند بانگ خصوصاً اس کے دعاوی تفوق دینی پر بہت ناک منہ چڑھایا۔ اور مرزا نے ان لوگوں پر کفر کا جو الزام لگایا۔ اس کے جواب میں ان لوگوں نے بھی سخت لہجہ اختیار کیا۔ مگر قادیانی حصار میں رہنے والے اس بیرونی تنقید سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ اور اپنے مستقر یعنی قادیان میں مزے سے ڈٹے رہے

قادیانیوں کا تمرد اور شوریدہ پشتی

قادیانی مقابلتاً محفوظ تھے۔ اس حالت نے ان میں متمردانہ غرور پیدا کر دیا۔ انہوں نے اپنے دلائل دوسروں سے منوانے اور اپنی جماعت کو ترقی دینے کے لئے ایسے حربوں کا استعمال شروع کیا جنہیں ناپسندیدہ کہا جائے گا۔ جن لوگوں نے قادیانیوں کی جماعت میں شامل ہونے سے انکار کیا۔ انہیں مقاطعہ، قادیان سے اخراج اور بعض اوقات اس سے بھی مکروہ تر مصائب کی دھمکیاں دے کر دہشت انگیزی کی فضاء پیدا کی بلکہ بسا اوقات انہوں نے ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا کر اپنی جماعت کے استحکام کی کوشش کی۔ قادیان میں رضاکاروں کا ایک دستہ (والنٹیر کور) مرتب ہوا۔ اور اس کی ترتیب کا مقصد غالباً یہ تھا کہ قادیان میں "لمن الملک الیوم" کا نعرہ بلند کرنے کے لئے طاقت پیدا کی جائے۔ انہوں نے عدالتی اختیارات بھی اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ دیوانی اور فوجداری مقدمات کی سماعت کی۔ دیوانی مقدمات میں ڈگریاں صادر کیں۔ اور ان کی تعمیل کرائی گئی۔ کئی اشخاص کو قادیان سے نکالا گیا، یہ قصہ یہیں ختم نہیں ہوتا بلکہ قادیانیوں کے خلاف کھلے ہوئے طور پر الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے مکانوں کو تباہ کیا، جلایا اور قتل تک کے مرتکب ہوئے۔ اس خیال سے کہ کہیں ان الزامات کو احرار کے تخیل ہی کا نتیجہ نہ سمجھ لیا جائے میں چند ایسی مثالیں بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ جو مقدمہ کی مثل میں درج ہیں۔

سزائے اخراج

کم از کم دو اشخاص کو قادیان سے اخراج کی سزا دی گئی۔ اس لئے کہ ان کے عقائد مرزا کے عقائد سے متفاوت تھے۔ دو اشخاص حبیب الرحمٰن گواہ صفائی نمبر ۲۸ اور مسمی اسمٰعیل ہیں۔ مثل میں ایک چٹھی (ڈی ۲۳) موجود ہے۔ جو موجودہ مرزا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اور جس میں یہ حکم درج ہے۔ کہ حبیب الرحمٰن (گواہ نمبر ۲۸) کو قادیان میں آنے کی اجازت نہیں۔ مرزا بشیرالدین گواہ صفائی نمبر ۲۰ نے اس چٹھی کو تسلیم کر لیا ہے۔ اسمٰعیل کے اخراج اور دداخلہ کی ممانعت کو گواہ صفائی نمبر ۲۰ نے تسلیم کر لیا ہے۔ کئی اور گواہوں نے (قادیانیوں کے) ظلم و تشدد کی عجیب و غریب داستانیں بیان کی ہیں۔ بھگت سنگھ گواہ صفائی نے بیان کیا ہے کہ قادیانیوں نے اس پر حملہ کیا۔ ایک شخص مسمی غریب شاہ کو قادیانیوں نے زدو کوب کیا۔ لیکن جب اس نے عدالت میں استغاثہ کرنا چاہا۔ تو کوئی اس کی شہادت دینے کے لئے سامنے نہ آیا۔ قادیانی ججوں کے فیصلہ کردہ مقدمات کی مثلیں پیش کی گئی ہیں۔ (جو شامل مسل ہذا ہیں) مرزا بشیرالدین محمود نے تسلیم کیا ہے۔ کہ قادیان میں عدالتی اختیارات استعمال ہوتے ہیں۔ اور میری عدالت سب سے آخری عدالت اپیل ہے۔ عدالت کی ڈگریوں کا اجراء عمل میں آتا ہے۔ اور ایک واقعہ سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایک ڈگری کے اجراء میں ایک مکان فروخت کر دیا گیا۔ انتظام کے کاغذ قادیانیوں نے خود بنا رکھے ہیں۔ جو ان درخواستوں

اور عرضیوں پر لگائے جاتے ہیں۔ جو قادیانی عدالتوں میں دائر ہوتی ہیں قادیان میں ایک والنٹیر کور کے موجود ہونے کی شہادت گواہ صفائی نمبر ۴ مرزا شریف احمد نے دی ہے۔

عبدالکریم کی مظلومی اور محمد حسین کا قتل

سب سے سنگین معاملہ عبدالکریم (ایڈیٹر مباہلہ) کا ہے جس کی داستان داستان درد ہے۔ یہ شخص مرزا کے مقلدین میں شامل ہوا۔ اور قادیان میں جاکر مقیم ہوگیا۔ وہاں اس کے دل میں (مرزائیت کی صداقت کے متعلق) شکوک پیدا ہوئے۔ اور وہ مرزائیت سے تائب ہوگیا۔ اس کے بعد اس پر ظلم و ستم شروع ہوا۔ اس نے قادیانی معتقدات پر تبصرہ و تنقید کرنے کے لئے "مباہلہ" نامی اخبار شائع کیا۔ مرزا بشیر الدین محمود نے ایک تقریر میں جو دستاویز ڈی۔ زیڈ ۱ الفضل مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۰ء میں درج ہے مباہلہ شائع کرنے والوں کی موت کی پیشگوئی کی ہے۔ اس تقریر میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو مذہب کے لئے ارتکاب قتل پر بھی تیار ہوجاتے ہیں۔ اس تقریر کے بعد جلد ہی عبدالکریم پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ لیکن وہ بچ گیا۔ ایک شخص محمد حسین جو اس کا معاون تھا۔ اور ایک فوجداری مقدمہ میں جو عبدالکریم کے خلاف چل رہا تھا اس کا ضامن بھی تھا۔ اس پر حملہ ہوا۔ اور قتل کر دیا گیا۔ قاتل پر مقدمہ چلا۔ اور اسے پھانسی کی سزا کا حکم ملا۔

محمد حسین کے قاتل کا رتبہ مرزائیوں کی نظر میں

پھانسی کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور اس کے بعد قاتل کی لاش قادیان میں لائی گئی۔ اور اسے نہایت عزت و احترام سے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ مرزائی اخبار الفضل میں قاتل کی مدح سرائی کی گئی فعل قتل کو سراہا گیا۔ اور یہاں تک لکھا گیا کہ قاتل مجرم نہ تھا۔ پھانسی کی سزا سے پہلے ہی اس کی روح قفس عنصری سے آزاد ہوگئی۔ اور اس طرح وہ پھانسی کی ذلت آمیز سزا سے بچ گیا۔ حد ہے عادل نے یہ مناسب سمجھا کہ پھانسی سے پہلے ہی اس کی جان قبض کرلے۔

مرزا محمود کی دروغ گوئی

عدالت میں مرزا محمود نے اس کے متعلق بالکل مختلف داستان بیان کی۔ اور کہا کہ محمد حسین کے قاتل کی عزت افزائی اس لئے کی گئی کہ اس نے اپنے جرم پر تاسف و ندامت کا اظہار کیا تھا۔ اور اس طرح وہ گناہ سے پاک ہوچکا تھا۔ لیکن دستاویز ڈی زیڈ ۲۸ اس کی تردید کرتی ہے جس سے مرزا کی دلی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔

عدالت عالیہ کی توہین

میں یہاں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس دستاویز کے مضمون سے عدالت عالیہ لاہور کی توہین کا پہلو بھی نکلتا ہے۔

محمد امین کا قتل،

محمد امین ایک مرزائی تھا۔ اور جماعت مرزائیہ کا مبلغ تھا۔ اس کو تبلیغ مذہب کے لئے بخارا بھیجا گیا لیکن کسی وجہ سے بعد میں اسے اس خدمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کی موت کلہاڑی کی ایک ضرب سے ہوئی جو چوہدری فتح محمد گواہ صفائی نمبر ۲۱ نے لگائی۔ عدالت ماتحت نے اس فیصلہ پر سرسری نگاہ ڈالی لیکن وہ زیادہ غور و توجہ کا محتاج ہے۔ محمد امین پر مرزا کا عتاب نازل ہو چکا تھا۔ اور اس لئے مرزائیوں کی نظر میں وہ موثر و مقتدر نہیں رہا تھا۔ اس کی موت کے واقعات خواہ کیا ہوں۔ اس میں کلام نہیں کہ محمد امین تشدد کا شکار ہوا۔ اور کلہاڑی کی ضرب سے قتل کیا گیا۔ پولیس میں وقوعہ کی اطلاع پہنچی لیکن کوئی کارروائی عمل میں نہ آئی۔ اس بات پر زور دینا فضول ہے کہ قاتل نے حفاظت خود اختیاری میں محمد امین کو کلہاڑی کی ضرب لگائی۔ اور یہ فیصلہ کرنا اس عدالت کا کام ہے جو مقدمہ قتل کی سماعت کرے چونکہ فتح محمد کا عدالت میں یہ اقرار صالح یہ بیان کرنا تعجب انگیز ہے کہ اس نے محمد امین کو قتل کیا۔ مگر پولیس اس معاملہ میں کچھ نہ کرسکی۔ جس کی وجہ سے بتائی گئی ہے۔ کہ مرزائیوں کی طاقت اس حد تک بڑھ گئی تھی۔ کہ کوئی گواہ سامنے آ کر سچ بولنے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔ ہمارے سامنے عبدالکریم کے مکان کا بھی واقعہ ہے۔ عبدالکریم کو قادیان سے خارج کرنے کے بعد اس کا مکان نذر آتش کر دیا گیا۔ اور قادیان کی سمال ٹاؤن کمیٹی سے حکم حاصل کرکے غیر قانونی طریق پر اسے گرانے کی کوشش کی گئی۔

قادیان کی صورت حالات اور مرزا کی دشنام طرازی

یہ افسوسناک واقعات اس بات کی منہ بولتی شہادت ہیں کہ قادیان میں قانون کا احترام بالکل اٹھ گیا ہے۔ آتش زنی اور قتل تک کے واقعات ہوتے تھے۔ مرزا نے کروڑوں مسلمانوں کو جو اس کے ہم عقیدہ نہ تھے۔ شدید دشنام طرازی کا نشانہ بنایا۔ اس کی تصانیف ایک اسقف اعظم کا اخلاق انکا مظاہرہ ہیں۔ جو صرف نبوت کا مدعی نہ تھا۔ بلکہ خدا کا برگزیدہ انسان اور مسیح ثانی ہونے کا مدعی بھی تھا۔

حکومت مفلوج ہوچکی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیت کے مقابلہ میں، حکام غیر معمولی حد تک مفلوج ہوچکے تھے۔ دینی و دنیوی معاملات میں مرزا کے ظلم کے خلاف کبھی آواز بلند نہیں ہوئی۔ مقامی افسروں کے پاس کئی مرتبہ شکایت پیش ہوئی لیکن وہ اس کے انسداد سے قاصر رہے۔ مثل پر کچھ اور شکایات بھی ہیں۔ لیکن یہاں ان کے مضمون کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے۔ اس مقدمہ کے سلسلہ میں صرف یہ بیان کر دینا کافی ہے کہ قادیان میں جو ستم رانی کا دور دورہ ہونے کے متعلق نہایت واضح الزامات عائد کئے گئے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ قطعاً کوئی توجہ نہ ہوئی۔

تبلیغ کانفرنس کا مقصد

ان کارروائیوں کے سدباب کے لئے اور

مسلمانوں میں زندگی کی روح پیدا کرنے کے لئے تبلیغ کانفرنس منعقد کی گئی۔ قادیانیوں نے اس کے انعقاد کو بہ نظر ناپسندیدگی دیکھا، اور اسے روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے ایک شخص الشیر سنگھ نامی کی زمین حاصل کی گئی تھی۔ قادیانیوں نے اس پر قبضہ کرکے دیوار کھینچ دی۔ اور اس طرح احرار اس قطعہ زمین سے بھی محروم ہو گئے جو قادیان میں انہیں مل سکتا تھا۔ مجبوراً انہوں نے قادیان سے ایک میل کے فاصلہ پر اپنا اجلاس منعقد کیا۔ دیوار کا کھینچا جانا اس حقیقت پر مشعر ہے کہ اس وقت فریقین کے تعلقات میں کتنی کشیدگی تھی، اور قادیانیوں کی شورہ پشتی کس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ وہ اپنی دست درازی کے قانونی نتائج سے اپنے آپ کو بالکل محفوظ خیال کرتے تھے۔

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مقناطیسی جذب

بہرحال کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت کے لئے اپیلانٹ سے کہا گیا۔ وہ بلند پایہ خطیب ہے اور اس کی تقریر میں بھی جذب مقناطیسی موجود ہے۔ اس لئے اس اجلاس میں ایک جوش انگیز خطبہ دیا۔ اس کی تقریر کئی گھنٹوں تک جاری رہی۔ بتایا گیا ہے کہ حاضرین تقریر کے دوران میں بالکل مسحور تھے۔ اپیلانٹ نے اس تقریر میں اپنے خیالات ذرا وضاحت سے بیان کئے۔ اور اس کے دل میں مرزا اور اس کے معتقدین کے خلاف جو نفرت کے جذبات موجزن تھے ان پر پردہ ڈالنے کی اس نے کوئی کوشش نہ کی۔ تقریر پر اخبارات میں اعتراض ہوا۔ معاملہ حکومت پنجاب کے سامنے پیش ہوا۔ جس نے عطاء اللہ شاہ بخاری کے خلاف مقدمہ چلانے کی اجازت دے دی۔

تقریر پر اعتراض

اپیلانٹ کے خلاف جو الزام ہے۔ اس کے ضمن میں اس تقریر کے سات اقتباسات درج ہیں۔ جنہیں قابل گرفت ٹھہرایا گیا ہے۔ وہ اقتباسات یہ ہیں۔

۱: فرعونی تخت الٹا جارہا ہے۔ انشاء اللہ یہ تخت نہیں رہے گا۔

۲: وہ نبی کا بیٹا ہے۔ میں نبی کا نواسہ ہوں۔ وہ آئے تم سب چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔ وہ مجھ سے اردو پنجابی، فارسی میں ہر معاملہ میں بحث کرے یہ جھگڑا آج ہی ختم ہو جائے گا۔ وہ پردہ سے باہر آئے۔ نقاب اٹھائے کشتی لڑے۔ مولا علی کے جوہر دیکھے۔ وہ ہر رنگ میں آئے۔ وہ موٹر میں بیٹھ کر آئے میں ننگے پاؤں آؤں۔ وہ ریشم پہن کر آئے میں گاندھی جی کی کھلاڑی کھدر شریف۔ وہ مزعفر کباب، یاقوتیاں اور پلومر کی ٹانک وائن اپنے ابا کی سنت کے مطابق کھا کر آئے۔ اور میں اپنے نانا کی سنت کے مطابق جَو کی روٹی کھا کر آؤں۔

۳: یہ ہمارا مقابلہ کیسے کرسکتے ہیں۔ یہ برطانیہ کے دم کٹے کتے ہیں۔ وہ خوشامد اور برطانیہ کے بوٹ کی ٹو صاف کرتا ہے۔ میں تکبر سے نہیں کہتا۔ بلکہ خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں۔ کہ مجھ کو اکیلا چھوڑ دو۔ پھر بشیر کے میرے ہاتھ دیکھو کیا کروں۔ لفظ تبلیغ نے ہمیں مشکل میں پھنسا دیا ہے۔ یہ اجتماع سیاسی اجتماع نہیں ہے۔ او مرزائیو! اگر باگیں ڈھیلی ہوتیں۔ میں کہتا ہوں۔ اب بھی ہوش میں آؤ۔ تمہاری طاقت اتنی بھی نہیں۔ جتنی پیشاب کی جھاگ ہوتی ہے۔

۴: جو پانچویں جماعت میں فیل ہوتے ہیں۔ وہ نبی بن جاتے ہیں۔ ہندوستان میں ایک مثال موجود ہے۔ کہ جو فیل ہوا۔ وہ نبی بن گیا۔

۵: او مسیح کی بھیڑو! تم سے کسی کا ٹکراؤ نہیں ہوا جس سے سابقہ ہوا ہے۔ یہ مجلس احرار ہے۔ اس نے تم کو ٹکڑے کردینا ہے۔

۶: او مرزائیو! اپنی نبوت کا نقشہ دیکھو۔ اگر تم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ تو نبوت کی شان تو رکھتے

۷: اگر تم نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ تو انگریزوں کے کتے تو نہ بنتے۔

مرافعہ گذار نے عدالت ماتحت میں بیان کیا کہ اس کی تقریر درست طور پر قلمبند نہیں کی گئی۔ جملہ نمبر ۵ کے متعلق اس نے بصراحت کہا ہے۔ وہ اس کی زبان سے نہیں نکلا۔ اور اگرچہ اس نے تسلیم کیا کہ باقی جملوں کا مضمون میرا ہے لیکن ساتھ ہی اس نے یہ کہا کہ عبارت غلط ہے عدالت ماتحت نے قرار دیا ہے کہ ایک جگہ کی رپورٹ غلط ہے۔ اور اس کے سلسلہ میں مرافعہ گذار کو مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ لہٰذا مرافعہ گذار کی سزایابی کا مدار دوسرے چھ فقروں پر ہے۔ مرافعہ گذار کے وکیل نے تسلیم کیا کہ فقرات ۱-۴-۶-۷ مرافعہ گذار نے کہے۔ اب میرے سامنے یہ امر فیصلہ طلب ہے کہ کیا یہ چھ جملے جو مرافعہ گذار نے کہے ۱۵۳۔ الف کے ماتحت قابل گرفت ہیں۔ اور آیا یہ الفاظ کہنے سے مرافعہ گذار کس جرم کا مرتکب ہوا ہے۔

عدالت کا استدلال

میں نے اس سے قبل وہ حالات و واقعات بہ تفصیل بیان کر دیئے ہیں۔ جن کے ماتحت تبلیغ کانفرنس منعقد ہوئی۔ مرافعہ گذار نے بہت سی تحریری شہادتوں کی بنا پر یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ مرزا اور اس کے مقلدین کے ظلم و ستم پر جائز اور واجبی تنقید کرنے کے سوا اس کا کچھ مقصد نہ تھا۔ اس کا بیان ہے کہ اس کی تقریر کا مدعا سوئے ہوئے مسلمانوں کو جگانے اور مرزائیوں کے افعال ذمیمہ کا بھانڈا پھوڑنا تھا۔ اس نے اپنی تقریر میں جا بجا مرزا (محمود) کے ظلم و تشدد پر روشنی ڈالی ہے۔ اور مطالبہ کیا ہے کہ جو مسلمان مرزا کی نبوت سے انکار کرتے اور اس کے خانہ ساز اقتدار کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے مورد آفات و بلیات ہیں۔ ان کی شکایات رفع کی جائیں۔ میں نے قادیان کے حالات کی روشنی میں مرافعہ گذار کی تقریر پر غور کیا ہے۔ مجھے

بتایا گیا ہے۔ کہ یہ تقریر مسلمانوں کی طرف سے صلح کا پیغام تھی۔ لیکن اس تقریر کے سرسری مطالعہ سے ہر معقول شخص اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ اعلان صلح کے بجائے یہ دعوت نبرد آزمائی ہے۔ ممکن ہے۔ کہ مرافعہ گزار نے قانون کی حدود کے اندر رہنے کی کوشش کی ہو۔ لیکن جوش فصاحت و طاقت میں وہ ان انتہائی حدود سے آگے نکل گیا ہو۔ اور ایسی باتیں کہہ گیا ہے۔ جو سامعین کے دلوں میں مرزائیوں کے خلاف نفرت کے جذبہ کے سوا اور کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ روما کے مارک انٹونی کی طرح مرافعہ گزار نے یہ اعلان تو کر دیا کہ وہ احمدیوں کی طرح آویزش نہیں ڈالنا چاہتا۔ لیکن صلح کا یہ پیغام ایسی گالیوں سے پر ہے۔ جن کا مقصد سامعین کے دلوں میں احمدیوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

تنقید کے جائز حدود

اس میں کلام نہیں، کہ مرافعہ گزار کی تقریر کے بعض حصے مرزا کے افعال کی جائز اور واجبی تنقید پر مشتمل ہے۔ غریب شاہ کو زدوکوب کرنے کا واقعہ محمد حسین اور محمد امین کے واقعات قتل اور مرزا کے جبر و تشدد کے بعض دوسرے واقعات جن کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ایسے ہیں، جن پر تنقید کرنے کا ہر سچے مسلمان کو حق ہے نیز اس تقریر کے دوران میں ان توہین آمیز الفاظ کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو قادیانی پیغمبر اسلام محمدؐ کی شان میں استعمال کرتے رہتے ہیں اور جو مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔

مرزائی اور مسلمان

مسلمانوں کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین ہیں، لیکن مرزائیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ محمد (صلعم) کے بعد بھی کئی نبی مبعوث ہو سکتے ہیں۔ اور وہ سب مہبط وحی ہو سکتے ہیں۔ نیز یہ کہ مرزا غلام احمد نبی اور مسیح ثانی تھا۔ اس حد تک مرافعہ گزار کی تقریر قانون کی زد سے باہر ہے۔ لیکن وہ جب دشنام طرازی پر آتا ہے۔ اور مرزائیوں کو ایسے ایسے ناموں سے پکارتا ہے۔ جنہیں سننا بھی کوئی آدمی گوارا نہیں کر سکتا۔ تو وہ جائز حدود سے تجاوز کر جاتا ہے۔ اور خواہ اس نے یہ باتیں جوش فصاحت میں کہیں۔ یا دیدہ دانستہ کہیں۔ قانون انہیں نظرانداز نہیں کر سکتا۔

تقریر کے اثرات

مرافعہ گزار کو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ اس کے سامعین میں اکثریت جاہل دیہاتیوں کی تھی۔ نیز یہ کہ اس قسم کی تقریر ان کے دلوں میں نفرت و عناد کے جذبات پیدا کرے گی۔ واقعات مظہر ہیں کہ تقریر نے سامعین پر ایسا اثر ہی ڈالا۔ اور مقرر کی لسانی سے متاثر ہو کر انہوں نے کئی بار جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ کہ سامعین نے اس وقت کیوں مرزائیوں کے خلاف کوئی متشددانہ اقدام نہ کیا۔ اگرچہ فریقین کے تعلقات عرصہ سے اچھے نہ تھے۔ مگر اس تقریر نے راکھ میں دبے ہوئے شعلوں کو ہوا دے کر بھڑکایا۔

تقریر کی قابل اعتراض نوعیت

فرد جرم میں جن سات فقروں کو قابل گرفت قرار دیا ہے۔ ان میں سے تیسرا اور ساتواں سب سے زیادہ قابل اعتراض ہیں۔ ان میں اپیلانٹ نے مرزائیوں کو برطانیہ کے دم کٹے کتے کہا ہے۔ میرے نزدیک دوسرے حصے دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند کے ماتحت قابل گرفت نہیں ہیں پہلا حصہ یعنی فرعونی تخت الٹا جا رہا ہے میرے نزدیک قابل اعتراض نہیں۔ دوسرے حصہ کا تعلق مرزا کی غذا اور خوراک سے ہے۔ اس کے متعلق یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ مرزائے اول نے اپنے مریدوں میں سے ایک کے نام ایک چٹھی لکھی تھی۔ جس میں ان کی خوراک کی یہ تمام تفصیلات درج تھیں۔ یہ خطوط کتابی شکل میں چھپ چکے ہیں۔ اور ان کے مجموعہ کا ایک مطبوعہ نسخہ اس مثل میں بھی شامل ہے۔

شراب اور مرزا

معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرزا ایک ٹانک استعمال کرتا تھا جس کا نام پلومر کی شراب تھا۔ ایک موقعہ پر اس نے اپنے مریدوں میں سے ایک کو لکھا کہ پلومر کی شراب لاہور سے خرید کر بھیجو۔ پھر دوسرے خطوط میں بلوتی کا تذکرہ ہے۔ مرزا محمود نے خود اعتراف کیا ہے۔ کہ اس کے باپ نے ایک دفعہ پلومر کی شراب دواءً استعمال کی۔ چنانچہ میرے نزدیک یہ حصہ بھی قابل اعتراض نہیں چوتھے حصہ میں مرزا غلام احمد کے امتحان میں ناکام ہونے کا تذکرہ ہے چھٹے حصہ میں مرزا پر لاوہ گوئی اور کاسہ لیسی کا الزام لگایا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ چاپلوسی اور لاوہ گوئی پیغمبر کی شان کے خلاف ہے۔

عدالت کا تبصرہ

میری رائے میں تیسرے اور ساتویں حصہ کے سوا اور کوئی حصہ تقریر کا قابل گرفت نہیں۔ اس کا یہ مقصد نہیں۔ کہ مرافعہ گزار کی تمام تقریر میں صرف دو حصہ قابل اعتراض ہیں۔ تقریر کے انداز سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جہاں تک مرافعہ گزار مرزائیوں کے افعال شنیعہ کی دھجیاں بکھیرنا چاہتا تھا۔ وہاں وہ مسلمانوں کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت بھی پیدا کرنا چاہتا تھا۔ یہ امر کہ سامعین اس کی تقریر سے متاثر ہو کر امن شکنی پر کیوں نہ اتر آئے۔ اس کے جرم کو ہلکا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔

مجھے اس میں کلام نہیں کہ اپیلانٹ مرزائیوں پر تنقید کرنے میں حق بجانب تھا۔ لیکن وہ اس حق کو استعمال کرنے میں جائز حدود سے تجاوز کر گیا۔ اور تقریر کے قانونی نتائج بھگتنے کا سزاوار بن گیا۔ مرافعہ گزار کے اس فعل کی مدح و ثنا کرنا آسان ہے۔ لیکن ایسے حالات میں جہاں جذبات میں پہلے ہی سے ہیجان و اشتعال ہو۔ اس قسم کی تقریر کرنا جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ہے اور اگرچہ مرافعہ گزار نے صرف ایک اصطلاحی جرم کا

باقی صــ ۳۰

لسانی و تہذیبی جاہلیت کا المیہ اور اس سے سبق

مولانا ابو الحسن علی ندوی

صحیح دینی شعور کی کمی

میرے نزدیک اس کی سب سے بڑی وجہ

اس قوم میں صحیح دینی شعور کی کمی تھی قلب کے ساتھ دماغ کا مومن ہونا بھی ضروری ہے، تنہا اسلام کی محبت کافی نہیں، اس کے ساتھ خلاف اسلام فلسفوں اور دعوتوں کی نفرت بھی لازم ہے، بلکہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر طاغوت اور شیطان اور جاہلیت کے داعیوں سے بغاوت اور بیزاری کا ایمان باللہ سے پہلے ذکر کیا گیا تھا۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۝

پس جو کوئی سرکش کا انکار کر کے، اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔

(سورہ بقرہ ۲۵۶)

خود کلمہ میں نفی کو اثبات پر مقدم رکھا گیا ہے، اور "اِلَّا اللّٰہُ" سے پہلے "لَا اِلٰہَ" کہلوایا گیا ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی تکمیل اس وقت تک حقیقی ایمان کا ذائقہ شناس نہیں ہو سکتا، جب تک اس کو کفر اور ظاہر کفر سے وحشت اور دہشت نہ پیدا ہو، صحیح بخاری میں ہے۔

ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر بعد اذ انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یلقی فی النار،

تین باتیں جس میں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت محسوس کرے گا ایک یہ کہ اللہ اور رسول اس کو ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرا یہ کہ کسی انسان سے اس کو محض اللہ کے لیئے محبت ہو، تیسرا یہ کہ اس کو کفر کی طرف واپس جانے کے تصور سے جبکہ اللہ نے اس کو اس سے نجات دے دی، ایسی وحشت اور نفرت ہو جیسے آگ میں ڈالے جانے کے خیال سے ہوتی ہے۔ (صحیحین)

جاہلیت کی صحیح معرفت ضروری ہے

مسلمان کو اسلام کے خلاف کرنے اور دشمنوں کا آلہ کار بننے سے ایسی وحشت ہونی چاہیئے کہ اگر خواب میں بھی کوئی واقعہ ایسا دیکھے تو اس کے منہ سے چیخ نکل جائے اور وہ توبہ اور استغفار کرے، جاہلیت سے صرف جذباتی نفرت ہی کافی نہیں مسلمان کے لیئے جاہلیت کی صحیح معرفت ضروری ہے وہ کبھی اس کے بارے میں دھوکہ نہ کھائے اگر جاہلیت غلاف کعبہ اوڑھ کر، اور قرآن مجید ہاتھ میں لے کر آئے، جب بھی وہ لاحول پڑھے، اور اس سے پناہ مانگے، وہ کسی بھیس میں اس کے سامنے آئے تو وہ اس کو پہچان جائے، اور اس کو مخاطب کر کے کہے

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

شیطان کی حکمت عملی

شیطان کی حکمت عملی، اور جنگی سیاست (STRATEGY) یہ ہے کہ وہ مسلمان میں جو کمزور پہلو دیکھتا ہے وہ اسی طرف سے حملہ آور ہوتا ہے، وہ ہر طبقہ اور ہر فرد پر ایک ہی طریقہ اور ایک ہی ہتھیار نہیں آزماتا۔ وہ دینداروں اور عابدوں کو عوام کے درجہ کے فسق و فجور کی ترغیب نہیں دیتا کہ اس میں اس کو کامیابی کی امید نہیں، وہ ان کو ریا، تکبر، خود پسندی، حب جاہ، اور حسد جیسے امراض میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ قومی سربلندی حکومت و اقتدار کی ہوس اور دوسروں کے بجائے اپنے ملک کے وسائل کا خود استعمال کرنا، اور اپنے اوپر خود حکومت کرنا، اور اپنی زبان اور کلچر کو فروغ دینا، ہر قیمت پر اپنے ملک کا بول بالا کرنا، یہ وہ خوشنما اور دل فریب مقاصد، اور وہ دلکش اور شیریں خواب ہیں، جن کے بڑے بڑے اہل علم، اور بعض اوقات بڑے بڑے دیندار بھی فریفتہ

عربوں کی فریب خوردگی اور اس کی سزا

شیطان نے عربوں کو بھی سبز باغ دکھایا، ان سے کہا کہ قرآن مجید تمہاری زبان میں نازل ہوا۔ اللہ کا رسول تم ہی میں مبعوث ہوا، خانہ کعبہ، اور تمام عالم کا قبلہ تمہاری سرزمین میں ہے، حرم، اور رسول کی آخری آرامگاہ تمہارے ملک میں ہے۔ تم قرآن و حدیث اور اسلام کے اسرار و حقائق کو جیسا سمجھ سکتے ہو، دنیا میں کونسی قوم ایسا سمجھ سکتی ہے۔ پھر اس سب کے باوجود خلافت کا مرکز تم سے ہزاروں میل دور، سمندر پار قسطنطنیہ میں ہو، اور ترک تم پر حکومت کریں، جن کی نہ زبان عربی، اور نہ نسل عربی، یہ منطق ایسی تھی کہ بہت سے عربوں نے جن کو اقتدار کی تمنا تھی، اور وہ عرصہ سے ایک عرب امپائر کا خواب دیکھ رہے تھے، نیز ان کو ترکوں سے بہت سی شکایتیں تھیں، اور ان کے احساس برتری اور حاکمانہ رویے سے نالاں تھے، ترکوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا، اور وہ برطانوی شاطروں کے مقاصد کا آلہ کار بن گئے، شریف مکہ نے مرکز اسلام میں بیٹھ کر اور شام و عراق کے عربوں نے اپنے اپنے ملکوں میں اتحادیوں کا ساتھ دیا، اور ان کے منصوبہ کی تکمیل میں معاون بن گئے، ترکوں کو شکست ہوئی، خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا، ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ وہ حصار جس کے اندر مسلمان عزت کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے منہدم ہو گیا، مغربی طاقتوں کو اب کسی کا ڈر نہیں رہا، اور مسلمانوں کی طرف سے کوئی انگلی اٹھانے والا بھی نہیں رہا۔ اس کے نتیجہ میں فلسطین یہودیوں کا قومی وطن (NATIONAL HOME) بنا، اسرائیل کی سلطنت قائم ہوئی جو عربوں کی چھاتی پر کھڑی ہے

کی طرح قائم ہے۔ بیت المقدس یہودیوں کے قبضہ میں چلا گیا، یہ سب اس عصبیت جاہلیہ کا کرشمہ ہے۔ جس کا عرب شکار ہوئے اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ؎

نہ خدا ہی ملا، نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

قرآن اور حدیث میں عصبیت جاہلیہ کی مذمت

قرآن و حدیث کا ایک ادنیٰ طالب علم جانتا ہے کہ کسی نسل، خون، رنگ، زبان، تہذیب کی بنا پر انعقاد وضد حمایت اور جتھا بندی، اس کی بنیاد پر محبت و نفرت، تعلق اور قطع تعلق، صلح و جنگ، وہ جاہلی عصبیت ہے، جس کی مذمت سے قرآن و حدیث بھرے ہوئے ہیں، قرآن شریف میں ہے۔

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ

جب کافروں نے اپنے دلوں میں ضد کی اور ضد بھی جاہلیت کی۔ (سورۃ الفتح ۲۶)

اور صحیح حدیث میں آیا ہے:

لیس منا من دعا الی عصبیۃ ولیس منا من قاتل علی عصبیۃ ولیس منا من مات علی عصبیۃ،

وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں جو کسی عصبیت کی دعوت دے، وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں ہے جو کسی عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرے، وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں ہے جس کی موت عصبیت پر ہو (ابو داؤد)

ایک مرتبہ ایک مہاجر اور ایک انصاری نے اپنی اپنی قوم کی دہائی دی، اور مہاجر نے یا للمہاجرین (اے مہاجرو) اور انصاری نے یا للانصار (اے انصاریو) کا نعرہ لگایا۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا "دعوھا فانھا منتنۃ" (ان جاہلی نعروں کو چھوڑ دو، یہ گندی اور بدبودار چیزیں ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان جاہلی نسبتوں، اور ان کے نام پر اپیل کرنے، اور ان کی دہائی دینے سے ایسی نفرت تھی کہ آپ نے ان سے کام لینے والوں کی ہر طرح سے ہمت شکنی، اور توہین و تذلیل کی ہدایت فرمائی، اور باوجود اس کے کہ آپ کسی بڑے سے بڑے دشمن کے لیے بھی کوئی درشت، اور نا ملائم لفظ استعمال کرنا پسند نہیں کرتے تھے، آپ نے سخت ترین الفاظ استعمال کرنے کی اجازت دی اور اس میں مطلق رو رعایت کرنے اور اشارہ کنایہ سے کام لینے سے بھی منع فرمایا

زبانیں باعث رحمت، یا باعث زحمت

درحقیقت زبانوں کا اختلاف بالکل قدرتی اور فطری ہے، بلکہ اس کو قرآن مجید میں خدا کی ایک نعمت، اور قدرت کی ایک نشانی کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اوپر یہ آیت گذر چکی ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالِمِينَ -

اور اسی کے نشانات میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا اہل دانش کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔ (سورۃ الروم ۲۲)

لیکن جب اس زبان کے معاملہ میں غلو و مبالغہ کیا جاتا ہے، اور اس کی تقدیس شروع ہو جاتی ہے، اس کو معبود و مسجود بنا لیا جاتا ہے، تو وہ رحمت کے بجائے عذاب تعمیر کا ذریعہ بننے کے بجائے تخریب کا ذریعہ بن جاتی ہے، اور اس کے استھان پر انسان اس طرح بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں، جیسے پہلے کبھی دیوی دیوتاؤں اور استھانوں پر انسانوں کی قربانی کی جاتی تھی، زبان اس لیے ہے کہ وہ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑے، اس سے نکلا ہوا ایک لفظ مردوں میں جان ڈال دے، اور محبت کے پھول برسائے بیگانوں کو یگانہ، دور کو نزدیک اور دشمن کو دوست بنائے، اس کا کام نفرت پیدا کرنا، انگارے برسانا، بھائی کو بھائی سے جدا کرنا، نفرت کا زہر پھیلانا نہیں، اگر زبان سے یہی کام لیا جانے لگے تو اس سے گونگا اور بے زبان ہونا ہزار درجہ بہتر ہے اور انسان اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اگر دنیا کی سب قومیں، اور قوموں کے تمام افراد گونگے پیدا ہوتے، اور اشاروں سے باتیں کرتے تو شاید انسانیت کے حق میں یہ اس سے بہتر ہوتا کہ اپنی اپنی زبان کے غرور اور عشق میں بے گناہ انسانوں کا خون بہایا جائے، بے زبان عورتوں اور معصوم بچوں کو خاک و خون میں لٹایا جائے، اور ملک کو تباہی و بربادی کے عمیق غار میں ڈھکیل دیا جائے۔

انسان زبان سے زیادہ قیمتی ہے

زبانیں انسانوں کے لیے بنی ہیں، انسان زبانوں کیلئے نہیں بنے ہیں، ایک انسانی جان کی قیمت زبان و ادب کے پورے ذخیرے، ہزاروں ادبی شاہکاروں، شعر و شاعری کے ہزاروں دفتروں، اور فصاحت و بلاغت کے دریاؤں اور سمندروں سے زیادہ ہے، زبانیں پیدا ہوئیں اور مٹیں بگڑیں اور بنیں، ان میں ہزاروں تبدیلیاں ہوئیں، لیکن انسان سدا سے انسان ہے، اور ہمیشہ انسان رہے گا۔

مسلمانوں کے دینی عمل اور شعور میں تناسب نہیں

ہمیں اس کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ ہم نے دینی جذبہ عبادت کا ذوق، اور دینی معلومات کی ترقی کی جتنی کوشش کی اتنا شعور صحیح اور بیدار کرنے کی کوشش نہیں کی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بہت سے اسلامی ملکوں میں عمل اور شعور میں وہ تناسب نہیں جو ہونا چاہیے، ایک آدمی آپ کو بڑا دیندار عابد و تہجد گذار ملے گا، لیکن اس کا دینی شعور بالکل ناپختہ اور طفلانہ ہوگا، بعض مرتبہ وہ دین کے بنیادی تقاضوں سے ناواقف نظر آئیگا، اور وہ ایسی غلطی کر بیٹھے گا، جو کسی صاحب شعور مسلمان سے حد درجہ مستبعد ہے یہ ممکن ہے کہ وہ جاہلیت اور اسلام کا بالکل فرق نہ سمجھتا ہو اور وہ نہایت آسانی کے ساتھ کسی جاہلی دعوت اور کسی عیار و شاطر کا شکار ہو جائے اور وہ اس کو اپنے مذموم مقاصد، اور اسلام کی بیخ کنی کے لیے استعمال کرے، ہو سکتا ہے کہ وہ نیک نیتی اور سادگی کے ساتھ اس کام کو انجام دے، اور اس عمل میں اور دین کے تقاضوں میں اس کو کوئی تضاد محسوس نہ ہو، تاریخ اسلام میں اس کی بہت سی مثالیں ملیں گی، اور حالیہ واقعات اس کا بہترین نمونہ ہیں، جن میں ان مسلمانوں نے جو اپنے دینی جذبہ میں ہندوستان کی دوسری آبادی کے مقابلہ میں زیادہ نیک نام تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اثر پذیری، اور وقت کا حصہ وافر عطا فرمایا، جو دین اور شعائر دین سے والہانہ

باقی ص ۳۰

بہائیت عالم اسلام کے لئے ایک اور خطرہ

عباس علی خان —— دہلی

قادیانیت کی طرح بہائیت بھی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے جس طرح قادیانیوں کی انگریز سرپرستی کر رہے ہیں اسی طرح بہائیوں کی بھی کر رہے ہیں۔ مطابقت بھی دیکھئے کہ علی محمد باب، اور بہاء اللہ ایرانی بھی مرزا خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی تو گویا بہائی ایرانی مرزائی ہیں اور قادیانی پاکستانی یا ہندوستانی مرزائی جن لوگوں نے بہاء اللہ اور مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے وہ اس بات کی تصدیق کریں گے کہ مرزائیت بہائیت کا چربہ ہے (ادارہ)

یورپ میں بہائیوں کی قومی اور ۳۰۰ مقامی اسمبلیاں قائم ہیں۔ دس ممالک ان کے مذہبی تہوار درجہ ان کی شادیوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

انڈونیشیا پہلا جنوب ایشیائی ملک ہے۔ جہاں ۱۹۶۲ء میں مرحوم صدر سوئیکارنو کے دور میں ایک صدارتی حکم نمبر ۲۴ کے تحت بہائیوں پر مکمل پابندی عائد کر دی تھی کہ وہ کسی طور پر اپنے عقائد کی تبلیغ نہیں کر سکتے کیونکہ بہائیوں کی تعلیمات اور عقائد اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے قطعاً منافی ہیں۔ یہ حکم آج بھی موثر ہے۔

ہندوستان جہاں بہائیوں کو دوسرے ممالک کے مقابلے میں نسبتاً تیزی کے ساتھ پھیلنے کا موقع ملا ہے بہائیوں کی ہندوستان میں آمد ایک گہری سازش ہے۔

بہائیوں کا ہندوستان میں اپنی سرگرمیوں کو منظم کرنے کا آغاز عالم اسلام کے سب سے بڑے ملک انڈونیشیا میں پابندی کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے جب امریکہ اور برطانیہ نے ایک اسرائیلی منصوبے کے تحت بہائیوں کو انڈونیشیا میں بڑی تعداد میں بسایا اور جب امریکہ، اسرائیل اور برطانیہ جیسی طاقتیں متحد ہو کر بہائیت کو انڈونیشیا میں فروغ دینے کیلئے جٹ گئیں تو ظاہر ہے بہائیوں کی تعداد انڈونیشیا میں دن دگنی رات چوگنی کے حساب سے بڑھنے لگی۔ شروع میں یہاں بسنے والے بہائیوں نے اپنے کو مسلمانوں کا ہی ایک گروپ ظاہر کیا۔ نتیجہ میں انڈونیشیا کے ہر شعبۂ زندگی میں گھس گئے اور اپنی سرگرمیوں کو زور و شور سے منظم کرنا شروع کر دیا ..... برطانیہ، امریکہ اور اسرائیل کی مدد سے بھولے بھالے مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد اور بہائیوں کے یہ ساتھی چند سکوں میں اپنا ایمان بیچ بیٹھے۔

اس طرح یہ دشمنانِ اسلام طاقتیں مسلمانوں کے ہاتھوں ہی اسلام کے خلاف اپنی تحریک کو آگے بڑھا رہی تھیں کہ انڈونیشیا کے حکمرانوں کو اس پوری سازش کی بھنک پڑ گئی اور انہوں نے ایک صدارتی حکم کے ذریعہ ۱۹۶۲ء میں بہائیوں پر انڈونیشیا میں پابندی عائد کر دی گئی۔ جب یہ حکم جاری کیا گیا تو اس واقعہ کی حقیقت انڈونیشیا سے باہر نہ نکل سکی اور عالم اسلام کو کسی سازش کے تحت جان بوجھ کر بے خبر رکھا گیا لیکن سچائی کو کہاں تک چھپاتے ایک دن سامنے آ ہی گئی۔ اس سازش پر اس لئے پردہ ڈالا گیا تھا کہ اس کھیل میں انڈونیشیا کی کچھ بااثر اور طاقتور لوگ بھی شامل تھے۔ اور اگر یہ پورا کھیل عالم اسلام کے علم میں آ جاتا تو ان بڑے لوگوں کی بدنامی کے ساتھ انڈونیشیا کی نیک نامی پر بھی دھبہ آتا۔ چنانچہ گھر کی بات گھر ہی میں رہے !! کا فیصلہ کر کے انہوں نے اسلام دشمن ان طاقتوں کے چہروں پر پردہ ڈال دیا جو بہت بڑے پیمانے پر سرگرم عمل تھیں نتیجہ یہ نکلا کہ دشمنانِ اسلام اپنے چہروں پر نقاب ڈالے چپ چاپ انڈونیشیا سے اپنی تحریک کے مرکز اسرائیل واپس لوٹ گئے۔ اپنے ہیڈ کوارٹر اسرائیل واپس پہنچ کر ایک اور حکمت عملی تیار کی گئی۔ اپنی پہلی ناکامی کی وجوہات پر غور کیا گیا۔ اب ان کی نئی حکمت عملی پہلے سے بھی زیادہ بڑے پیمانے پر تھی۔ اس سازش میں پہلے سے بھی زیادہ روپیہ خرچ کیا گیا۔ ہر باریکی پر منظم غور کیا گیا۔ پرانی حکمت عملی میں انہوں نے اپنی سرگرمیوں کیلئے دنیا کے سب سے بڑے اسلامی ملک کا انتخاب کیا تھا اور ان کا واسطہ ایک اسلامی حکومت سے تھا جہاں ایک اسلام دشمن تحریک کے پیر جمنے ناممکن ہی تھے۔

نئی حکمت عملی کے مطابق اب ان کی تحریک کا مرکز کوئی ایسا ملک بننا تھا (۱) جہاں اسلامی حکومت نہ ہو (۲) برطانیہ اور امریکہ گرفت مضبوط ہو (۳) مسلمان کافی تعداد میں ہوں۔ ان تینوں چیزوں کے پیش نظر قرعہ فال ہندوستان کے نام نکلا۔ دنیا میں انڈونیشیا کے بعد ہندوستان ہی مسلم آبادی کا سب سے بڑا ملک ہے اور آج عالم اسلام کے خلاف گزشتہ پچاس سالوں میں ہونے والی اس سازش کا سب سے بڑا مرکز کنٹ پیلس نئی دہلی میں ایک عالی شان عمارت ہے جہاں سے یہ اپنی سرگرمیوں کو منظم کرتے ہیں اور یہیں سے ہی مختلف قبائلی علاقوں میں تبلیغی گروپ بھیجے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں اس تحریک کو چلانے کیلئے بہائیوں نے زیادہ تر اپنے ہی آدمیوں پر انحصار کیا ہے۔

ہندوستان میں پیر کیسے جمے؟

اپنے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بہائیوں نے پنڈت نہرو کے دور میں ۲۶ ایکڑ زمین حاصل ..... کر لی تھی یہ زمین نئی دہلی کے بیچوں بیچ ایسی جگہ پر ہے جہاں اس کے بیچوں بیچ ہونے کے باوجود کسی کی نظر نہیں پڑتی۔ ظاہر ہے کہ اس جگہ کا انتخاب اسی لئے کیا گیا تھا کہ یہ عام لوگوں کی نظر سے دور تھی اور یہاں کام کرنا آسان

تھا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اسی ۲۶ ایکڑ جگہ کا نام "بہار پور" رکھ دیا گیا ہے۔ اور یہ زمین بہائیوں کو "مندر" بنانے کیلئے ڈی ڈی اے نے الاٹ کی تھی۔ نہرو کے دور میں لی گئی ہے۔ زمین ۱۹۷۷ء تک ایسے ہی پڑی رہی۔ پھر جنتا پارٹی کا زمانہ آیا اور اسرائیلی جنرل "موشے دایان" نے مرار جی ڈیسائی سے ایک خفیہ میٹنگ کی اور اسکے فوراً ہی بعد جولائی۔ اگست ۱۹۷۹ء میں اس زمین پر بہائیوں کی عبادت گاہ تعمیر ہونے کا کام شروع ہوا۔ دن رات بارہ سو آدمیوں سے کام لینے والی دنیا کی ایک مشہور تعمیری کمپنی کو یہ کام سونپا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں جنتا حکومت اقتدار سے صاف ہو گئی تو ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۱ء تک آٹھ ماہ عبادت گاہ کی تعمیر کا کام ٹھپ پڑا رہا۔ لیکن ۱۹۸۱ء کے بعد تعمیر کا کام دوبارہ زور شور سے شروع ہو گیا اور یہ کام اتنے خفیہ طریقے سے ہوتا رہا کہ دہلی میں بسنے والوں کو بھی اس کے مکمل ہونے کے بعد ہی پتہ چل سکا۔ چھ سال تک دہلی میں تین سو کروڑ کی لاگت سے ۲۶ ایکڑ زمین پر یہ عبادت گاہ بنتی رہی اور کسی کو خبر نہ ہوئی حیرت کی بات یہ نہیں ہے کہ عبادت گاہ جس جگہ بن رہی ہے وہ دہلی کے بیچوں بیچ ہونے کے باوجود ایسی جگہ ہے جہاں عام آدمی کی نظر جا ہی نہیں سکتی۔ غالباً اسی خصوصیت کی وجہ سے بیس سال پہلے چپ چاپ اس جگہ کو حاصل کر لیا گیا تھا۔

نئی عبادت گاہ

بہائیوں کی جدید ترین عبادت گاہ شاید دنیا کی سب قیمتی عبادت گاہوں میں سے ایک ہے۔ اس عبادت گاہ میں کم سے کم آج تک لگ بھگ تین ارب روپیہ خرچ آ چکا ہے۔ اس عبادت گاہ میں استعمال ہونے والا پتھر "یونان" سے خریدا گیا اور "اٹلی" میں کمپیوٹروں کے ذریعہ تراشا گیا اور اسکے بعد ہندوستان لایا گیا۔ یہ پتھر اور کوئی پتھر نہیں بلکہ سنگ مرمر ہے جو بادشاہ شاہجہان نے تاج محل بنوانے میں لگایا تھا۔ ۱۹۸۱ء میں جب اسے بنانے کا کام دوبارہ شروع ہوا تو جو لوگ اس جگہ کے آس پاس رہتے تھے تو ان سے یہی کہا گیا کہ "ایشین گیمز" کیلئے "اسٹیڈیم" تیار ہو رہا ہے۔ آج بھی بہت سے لوگ اسے "اسٹیڈیم" ہی سمجھتے ہیں۔ اتنے لمبے چوڑے علاقے میں بننے والی اس عمارت کو کوئی بھولے سے بھی نہیں سوچ سکتا کہ یہ کوئی عبادت گاہ ہے۔ بہائیوں نے اس عبادت گاہ کو ہندوستان کا دوسرا تاج محل کہا ہے۔

بہائیوں کے عقائد

بہائیوں کیلئے عبادت گاہ کے کوئی لگے بندھے اصول نہیں ہیں تاہم ان پر روزانہ عبادت کرنا لازم ہے اب یہ ان کی اپنی صوابدید پر ہے کہ وہ مختصر عبادت کریں بہائیوں کا مہینہ ۱۹ دن کا ہوتا ہے اور ان پر سال میں ۱۹ دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے۔ بہائیوں کی ابتدائی تعلیمات کے مطابق انہیں صرف ایک شادی کی ..... اجازت ہے اور ان کے لئے منشیات اور شراب کا استعمال ممنوع ہے ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے رہائشی وطن میں لاگو قوانین کی سختی کے ساتھ پیروی کریں نیز ان کے لئے اسرائیل جا کر ۹ دن تک رہنے اور مذہبی عبادت گاہوں کی زیارت کرنا ضروری ہے۔

مرزا علی محمد کی دی گئی ان ابتدائی تعلیمات میں بتدریج تبدیلیاں لائی گئیں۔ مثلاً سگریٹ نوشی، پیاز کھانے، کپڑے پہننے، باہمی تکریم کے انداز، انگوٹھیوں اور عطریات کے استعمال مردے کی تدفین اور بچوں کے نام رکھنے سے متعلق قوانین بہاء اللہ نے اپنی تصنیف "کتاب الاقدس" میں کلیتہً تبدیل کر دیا۔

بہائیوں کا عقیدہ ہے کہ رب تعالیٰ کی صفات فہم و ادراک سے بالاتر ہیں اس لئے وہ اپنی پہچان کرانے کے لئے اپنی تجلی کے ذریعے انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور بہاء اللہ کے مطابق یہ تجلیاں حضرت ابراہیم، کرشنا، حضرت موسیٰ، زرتشت، گوتم بدھ، حضرت عیسیٰ، حضرت محمدؐ، بہائیوں کے بانی مرزا علی محمد المعروف باب اور بہاؤ اللہ کے روپ میں ظاہر ہوئیں اور ان کے عقیدے کے مطابق چونکہ ان تجلیوں کی نسبت خدا سے ہے۔ اس لئے ایسی ہر تجلی درحقیقت ایک ہی روح اور ایک ہی ذات کے مترادف ہے۔ بہائیوں کے مطابق خدا تعالیٰ اور اس کی ہر تجلی میں موہوم سا فرق ہوتا ہے اس لئے وہ بہاء اللہ کو "جمال مبارک" بھی کہتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ہندو کرشنا کو کئی بھگوانوں میں سے ایک مانتے ہیں جبکہ گوتم بدھ کی تعلیمات کے مطابق خدا کا وجود ہی نہیں ہے جبکہ بہائی ان دونوں کو خدا کی تجلی کا درجہ دیتے ہیں۔ بہائی حیات بعد الموت یا دوسرے لفظوں میں قیامت پر یقین نہیں رکھتے۔ بلکہ ان کی تعلیمات کے مطابق دوزخ یا جنت کا کوئی وجود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ نے ان کا حوالہ محض عربوں کو اسلام کی جانب راغب کرنے کے لئے دیا تھا۔ (نعوذ باللہ) نیز یہ کہ اگر کوئی بھی شخص تجلی رب تعالیٰ ہونے کا دعویٰ کرے تو لوگ اسے بہروپیا کہنے یا اس کا دعویٰ رد کرنے سے احتراز کریں۔ تاہم بہاء اللہ نے اپنی زندگی ہی میں تجلی کے تسلسل پر مبنی اپنے اصولوں کی نفی اپنے اعمال اور الفاظ کے ذریعے خود ہی کر دی۔

اگرچہ دنیا کے بعض غیر مسلم ممالک میں بہائیوں کو مذہبی گروہ کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن بہائیت کے مقام تولید ایران اور اکثر مسلم ممالک میں انہیں ملحد کہا اور سمجھا جاتا ہے جبکہ بہائیوں کا اصرار ہے کہ وہ شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بارھویں امام پیروکاروں میں ہمیشہ ایک ہستی ایسی موجود رہتی ہے جسے شیعہ کامل کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور اسے "باب" یعنی دروازہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ امام مخفی کے ساتھ رابطے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

بہائیت کی بنیاد

بہائیت کی بنیاد رکھنے والے مرزا علی محمد نے شیراز کے ایک تاجر گھرانے میں آنکھ کھولی۔ اس کی ملاقات کربلا کے سفر کے دوران سید کاظم راشتی سے ہوئی ہے اور وہ اس کے حلقہ

باقی ص ۲۹

تسلیم کر لیجئے ہیں۔ یہ حیرت انگیز معاملہ یوں ہے جیسے قلزم
خوں عبور کرنے کی نادار کاغذ کی کشتی پر سوار جوق در جوق اندھے
سوار ہو جائیں، قریب رہا ایک بندر مبتلا ہو کر کب وقت آ گئے
اور ملاح کے فرائض سنبھالتے ہونے تیکھے سے چپوؤں کو
طغیانی امواج سے ٹکرایا جاتے۔

بزم ختم نبوت

منزل کی طرف رواں دواں

محمد یوسف آسی، نواں جنڈانوالہ

ختم نبوت سینٹر لندن کی جھلکیاں دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ خداوند کریم آپ کی محنت و بھرپور کوشش پر اپنی رحمت کی شایانِ شان اجر عظیم عطا فرمائے۔ مزید جمیع محنت و لگن سے ہم تمام مسلمانوں کو توفیق کی سعادت بخشے، رسالہ ختم نبوت کی بے باک تحقیق شدہ خبریں، باطل قوت کا دندان شکن جواب، بدکردار و بدعنوان ناسوروں کا بھرم پھوڑ، تحریر کا انداز مذہب و ملت و ملک سے بھرپور محبت کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔

قابل تعریف

محمود خان قریشی، سندھ

ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل بہت پسند آیا، اس لیے کہ دینی معلومات، مسائل کامل، حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے ایمان افروز واقعات، تذکرہ صحابہ، درس حدیث، ملکی حالات پر تبصرے کے ساتھ دشمنان رسول کے عزائم کا تعاقب کر رہا ہے۔ اسی لیے یہ رسالہ قابل تعریف ہے۔

آسمان علم وادب کا خوبصورت ستارہ

اعجاز اشرف انجم، پنڈدادنخان

ختم نبوت بڑے ذوق و شوق سے پڑھتا ہوں۔ ہفت روزہ ختم نبوت آسمان علم و ادب کا خوبصورت ستارہ ہے جو علمی ادبی مذہبی مواد سے مالا مال ہونے کے ساتھ ساتھ قادیانی مرتدوں پر خدائی تلوار بھی ہے۔ یہ رسالہ وہ دوراہے حق و باطل کی پہچان بن گیا ہے۔ اس لیے اُسے (ختم نبوت) زیادہ بہتر ہوگا کہ اسے "جاء الحق" کہا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایسے خوبصورت اور ایمان افروز مجلہ کے اجراء پر مبارک باد کی مستحق ہے۔

مرزائیت کا ناسور

ذوالفقار علی، محمد اقبال ناز، محمد بوٹا ندیم منڈی کو ماز الدین

ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل ایک خوبصورت پرچہ ہے۔ اس نے میرے اندر ایک ایمانی جذبہ پیدا کر دیا ہے اس رسالہ کی وجہ سے میں نے مرزائیوں کا ناک میں دم کر رکھا ہے اور انشاءاللہ وہ دن دور نہیں جب مرزائیت کے ناسور کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس رسالہ کو نوجوانوں میں بہت پسند کیا جا رہا ہے اور خیر الا کا ہم تمام دوستوں نے مکمل بائیکاٹ کر دیا ہے

پاکستان کے محافظ

رائے محمد کمال، کیسے

ایک اطلاع کے مطابق پاک فوج (بری) میں لیفٹیننٹ سے جنرل تک کے عہدوں پر قادیانیوں کی معلوم تعداد ۳۲۸ ہے اور پاپ انتظار ان اعداد و شمار کو ترتیب دے ۔۔۔ بری میں ان ۔۔۔

دل خوش ہوتا ہے

محمد اشرف مغل، خانپور

ہفت روزہ ختم نبوت کا مستقل قاری ہوں۔ رسالہ باقاعدگی سے ہر ہفتے ملتا ہے۔ پڑھ کر دل کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ میرا یہ دعا ہے کہ رسالہ ختم نبوت کو تا قیامت جاری رہے اور آپ کی محنت کو قبول فرمائے۔ اس رسالہ نے مجھے جتنا متاثر کیا ہے۔ شاید ہی کسی اور اسلامی رسالہ نے متاثر کیا ہو۔

ایک دیدہ زیب منفرد رسالہ

حبیب الرحمٰن مغل، خانپور

میں ہفت روزہ ختم نبوت کا بڑی باقاعدگی سے مطالعہ کرتا ہوں۔ جب تک رسالہ مکمل پڑھ نہ لوں چین نہیں آتا اس میں ایسے مضامین اور واقعات ہوتے ہیں جنہیں پڑھنے کو بار بار دل کرتا ہے اس رسالے کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

کیور میڈیسن کمپنی اور مرزائی

محمد ضیاء اللہ رشدی، ڈگری، سندھ

اللہ تعالیٰ رسالہ ختم نبوت کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین) دوائیوں کی ایک کمپنی جو ربوہ میں ہے کیور میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) پاکستان، ہیڈ آفس گول بازار ربوہ۔ فون نمبر ۶۰۷-۲۰۶ اس کمپنی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ یہ مرزائیوں کی کمپنی ہے اس کمپنی کا ایجنٹ ہماری دکان پر آیا تھا لیکن ہم نے دوائیاں لینے سے انکار کر دیا آپ اس کے متعلق تحقیق کریں کہ واقعی مرزائیوں کی ہے۔

(کیور میڈیسن کمپنی گول بازار ربوہ سکہ بند مرزائیوں کی ہے اس کمپنی کا بھی بائیکاٹ کریں۔ ادارہ)

نونہالانِ ختمِ نبوت

مرتب: سہیل باوا

بچے، بچیوں اور طلبا وطالبات کا صفحہ

اسلام اور صفائی!

حافظ محمد احمد: علی پور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص بال رکھنے چاہے تو وہ صاف کرتا رہے۔ آپ تیسرے روز کنگھا بھی فرمایا کرتے تھے۔ آٹھویں روز غسل مسنون قرار دیا۔ اور مسواک ہر وضو کے وقت۔

ایسے ہی جمعہ یا عید یا مجمع میں جانے کے وقت۔ عطر، مسواک، عمدہ لباس کا استعمال مسنون قرار دیا۔ حجامت کی زائد سے زائد مدت ۴۰ روز قرار دی۔ مونچھوں کو کاٹنا، داڑھی کا بڑھانا، مسلمان کی علامت قرار دی گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت سرمہ کا استعمال فرماتے تھے۔ ہر آنکھ میں تین سلائی لگاتے، پیشاب کو مکان میں رکھنے سے منع فرمایا۔ مکانوں کو صاف رکھنے کا حکم فرمایا۔ ارشاد ہوا اس مکان میں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے جس میں جنبی (ناپاک) یا تصویر یا کتا ہو۔ رات کو بسم اللہ کہہ کر برتنوں کو ڈھکنے کا حکم فرمایا۔

استنجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے بھی کرتے تھے اور ڈھیلوں سے بھی اور دونوں سے استنجا کرنا قرار دیا پاس بیٹھ کر قضا حاجت کے لیے منع فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونے کے لیے دو دو اور چار چار میل نکل جاتے تھے۔ سایہ کی جگہ لوگوں کے بیٹھنے کی اور راستہ میں پیشاب پاخانہ سے منع فرمایا۔

آبدست بائیں ہاتھ سے ہونا چاہیے۔ آبدست کے ہاتھ کو مٹی سے مل کر پانی سے دھو لینا چاہیے نجاست کے موقعوں پر بایاں پیر آگے رہنا چاہیے اور اچھے موقعوں پر داہنا پیر۔ پیشاب کے وقت نرم زمین تلاش کرنی چاہیے ورنہ کرید کر ایسا کر لینا چاہیے کہ چھینٹیں نہ اٹھیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے تو فرمایا کہ ان کے مردوں کو معمولی معمولی باتوں پر عذاب ہو رہا ہے ایک تو چغلی کیا کرتا تھا، دوسرا چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ پیشاب پاخانہ میں جاتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

(اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث۔

باہر نکلتے وقت کہنا چاہیے۔ اللھم غفرانک ۔ یہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ کی مبارک اور پاکیزہ سنت، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

تلاوت قرآن

محمد سلیم یوسف، اسٹیل ٹاؤن

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”اے قرآن کے ماننے والوں قرآن کو تکیہ نہ بنانا اور رات دن کے اوقات میں اس کی ٹھیک ٹھاک تلاوت کرنا اور اس کے پڑھنے پڑھانے کو رواج دینا اور اس کے الفاظ کو صحیح طریقہ سے پڑھنا اور جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے۔ ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے اس پر غور و فکر کرنا تاکہ تم کامیاب ہو اور اس کے ذریعے دنیاوی نتیجہ کی خواہش نہ کرنا بلکہ خدا کی خوشنودی کے لیے اس کو پڑھنا۔

جنت میں کھیتی

ثریا انجم، مانسہرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گاؤں کے رہنے والے ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنتیوں میں سے ایک شخص اپنے پروردگار سے کھیتی کرنے کی اجازت طلب کرے گا۔ خداوند تعالیٰ فرمائیگا کیا ان (بھرپور) نعمتوں میں خوش نہیں ہے جو حسب خواہش تجھے ملی ہوئی ہیں۔

وہ عرض کرے گا کہ ہاں ہے (تو سب کچھ) مگر میرا دل چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کو اجازت دے دی جائے گی۔ وہ زمین میں بیج ڈالے گا تو پلک جھپکنے سے قبل ہی سبزہ اگ جائے گا۔ اور بڑھ جائے گا اور کھیت تیار ہو کر کٹ جائے گا۔

اور پہاڑوں کے برابر غلہ کے انبار لگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے آدم کے بیٹے یہ لے لے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر گاؤں والے صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم وہ شخص قریشی یا انصاری ہوگا اس لیے کہ یہی لوگ زراعت پیشہ ہیں۔ ہمارا پیشہ تو زراعت نہیں (بھلا) ہم کیوں ایسی درخواست کرنے لگے۔ یہ بات سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔

سنہرے اقوال

ریاض احمد بٹ، لالہ موسیٰ

- جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم مت کرو۔
- جس میں شرم و حیا نہیں اس میں ایمان نہیں۔
- اپنے کاموں کی تکمیل میں رازداری سے کام لو۔
- اتنا نرم نہ بن کر نچوڑ لیا جائے نہ اتنا خشک کہ توڑ دیا جائے۔

قادیانی لٹریچر کاف سے لکھا جائے

خان پور (پ ر) مجلس علمائے اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خان پور کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد عبدالکریم ندیم نے قارئین ختم نبوت سے اپیل کی ہے کہ وہ قادیانیوں کو ق: قینچی کی بجائے کاف کراچی والے سے لکھا جائے۔ کیونکہ قادیانی قائد سے ہے جس کا مطلب رہنما ہے اور کاف کراچی والے کیدکا مطلب یعنی مکار دھوکہ باز ہے اور کادیانیوں سے بڑھ کر اُمت مسلمہ سے دھوکہ کرنے والا اور ختم نبوت کا مکار اور کون ہو سکتا ہے۔

قادیانی ڈاکٹر کے قتل کے ملزم کو
ھائیکورٹ نے بری کر دیا

فیصل آباد (نمائندہ ختم نبوت) قادیانی ڈاکٹر عبدالقادر کے قتل کے الزام میں عمر قید کی سزا پانے والے ملزم نعیم اللہ ہاشمی کو لاہور ہائی کورٹ نے بری کر دیا یاد رہے کہ عرصہ تقریباً دو سال قبل قادیانی ڈاکٹر عبدالقادر اپنی کوٹھی میں قتل ہو گیا تھا۔ قادیانیوں نے اس قتل کو مذہبی رنگ دینے کی کوشش کی —— چنانچہ ایک باریش صوم و صلوٰۃ کے پابند نوجوان لڑکے نعیم اللہ ہاشمی آف گوجرانوالہ کو پکڑ کر پولیس کے حوالہ کر دیا۔ مولانا اسلم قریشی کیس کو خراب کرنے والے بڑے ملزم میجر مشتاق ڈی آئی جی نے قادیانیت نوازی سے کام لیتے ہوئے بڑی پھرتی سے ایک ہفتہ کے اندر اندر نعیم اللہ ہاشمی کو عمر قید کی سزا سنا دی اس پر نعیم اللہ ہاشمی نے ہائی کورٹ میں اپیل کی چنانچہ ہائی کورٹ میں استغاثہ ثابت نہ ہونے پر نعیم اللہ ہاشمی کو بری کر دیا۔ کیس کی پیروی مسٹر طارق جاوید بیرسٹر کر رہے تھے۔

درست ہے۔ جانور جتنا موٹا، فربہ ہو اسی قدر قربانی اعلیٰ ہے۔

۱۰۔ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا زیادہ دانت جھڑ گئے ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔

۱۱۔ اور جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہو اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔ اگر کان تو ہوں مگر چھوٹے ہوں اس کی قربانی درست ہے۔

۱۲۔ جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں اس کی قربانی درست ہے اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے تو اگر صرف اوپر کا خول اترا ہے، اندر کا گودا باقی ہے تو قربانی درست ہے اور اگر جڑ ہی سے نکل گئے ہوں تو اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔

۱۳۔ خصی جانور کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔

۱۴۔ جس جانور کے خارش ہو تو اگر خارش کا اثر صرف جلد تک محدود رہے تو اس کی قربانی کرنا درست ہے۔ اور اگر خارش کا اثر گوشت تک پہنچ گیا ہو اور جانور اس کی وجہ سے لاغر اور دبلا ہو گیا ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔

۱۵۔ اگر جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب ایسا پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی قربانی درست نہیں تو اگر یہ شخص صاحب نصاب ہے اور اس پر قربانی واجب ہے تو اس کی جگہ تندرست جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو وہ اسی جانور کی قربانی کرے۔

۱۶۔ جانور پہلے صحیح سالم تھا مگر ذبح کرتے وقت جو اس کو گرایا تو اس کی وجہ سے اس میں کچھ عیب پیدا ہو گیا تو اس کا کچھ حرج نہیں، قربانی درست ہے۔

قربانی کا گوشت

۱۔ قربانی کا گوشت اگر کئی آدمیوں کے درمیان مشترک ہو تو اس کو اٹکل سے تقسیم کرنا جائز نہیں بلکہ خوب احتیاط کے ساتھ تول کر برابر حصہ کرنا درست ہے۔ ہاں اگر کسی کے حصہ میں سر اور پاؤں لگا دیئے جائیں تو اس کے وزن کے حصہ میں کمی جائز ہے۔

۲۔ قربانی کا گوشت خود کھائے۔ دوست واحباب میں تقسیم کرے۔ غریب مسکینوں کو دیدے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے تین حصے کرے۔ ایک اپنے لئے، ایک دوست احباب کے لیے عزیز و اقارب کو ہدیہ دینے کے لیے اور ایک ضرورتمند ناداروں میں تقسیم کرنے کے لیے۔

الغرض کم از کم تہائی حصہ خیرات کر دے لیکن اگر کسی نے تہائی سے کم گوشت خیرات کیا۔ باقی سب کھا لیا یا عزیز و اقارب کو دے دیا تب بھی گناہ نہیں۔

۳۔ قربانی کی کھال اپنے استعمال کے لیے رکھ سکتا ہے کسی کو ہدیہ بھی کر سکتا ہے لیکن اگر اس کو فروخت کر دیا تو اس کے پیسے نہ خود استعمال کر سکتا ہے نہ کسی غنی کو دینا جائز ہے۔ بلکہ کسی غریب پر صدقہ کر دینا واجب ہے۔

۴۔ قربانی کی کھال کے پیسے مسجد کی مرمت میں یا کسی اور نیک کام میں لگانا جائز نہیں بلکہ کسی غریب کو ان کا مالک بنانا ضروری ہے۔

۵۔ قربانی کی کھال یا اس کی رقم کسی ایسی جماعت یا انجمن کو دینا درست نہیں جس کے بارے میں اندیشہ ہو کہ وہ مستحقین کو نہیں دیں گے۔ بلکہ جماعتی پروگراموں مثلاً کتابوں اور رسالوں کی طباعت و اشاعت، شفا خانوں کی تعمیر، کارکنوں کی تنخواہوں وغیرہ میں خرچ کرے گی۔ کیونکہ اس رقم کا کسی فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے۔ البتہ ایسے ادارے کو دینا درست ہے جو واقعی مستحقین میں تقسیم کرے۔

۶۔ قربانی کے جانور کا دودھ نکال کر استعمال کرنا یا اس کی پشم اتارنا درست نہیں، اگر اس کی ضرورت ہو تو رقم صدقہ کر دینی چاہیے۔

۷۔ قربانی کے جانور کی جھول اور رسی بھی صدقہ کر دینی چاہیے

۸۔ قربانی کی کھال یا گوشت قصاب کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔

۹۔ اسی طرح امام، موذن کو بطور اُجرت دینا بھی درست نہیں۔

انتقال پُرملال

سرگودھا (نمائندہ ختم نبوت) صدر تحریک ختم نبوت سرگودھا جناب حضرت مولانا محمد رمضان صاحب کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے تقریباً سو سال کی عمر میں گذشتہ دنوں سرگودہا میں انتقال فرما گئیں مرحومہ انتہائی نیک خاتون تھیں۔ تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے خصوصی دعا فرمائیں خدا ان کو جوار رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔

سرگودھا میں
شُبان ختم نبوت کا تربیتی اجلاس

سرگودھا (نمائندہ ختم نبوت) سرگودھا میں شبان ختم نبوت کا ایک کنونشن منعقد ہوا۔ قاری محمد یعقوب صاحب نے تلاوت کی اس کے بعد جناب محمد ادریس طیار نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ شبان ختم نبوت نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ قادیانیوں کے عزائم سے عوام کو خبردار کرتے رہیں گے۔ مولانا غلام رسول صاحب نے اپنے بیان میں لوگوں کی توجہ اس طرف دلائی کہ مرزائی اپنا جو خود ساختہ اخلاق پیش کرتے ہیں۔ ان کے پیچھے ایک ایسا پروگرام ہے جس سے وہ آپ کو دین اسلام سے ہٹا کر مرزائیت کی آغوش میں لے جائیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم قادیانیوں سے مکمل طور پر بائیکاٹ کریں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ثبوت پیش کریں کہ ہم کسی بھی گستاخ رسول سے لین دین نہیں کریں گے۔ مولانا نذیر محمد صاحب نے شبان ختم نبوت کی ان خدمات کو سراہا جو کہ نوجوانان شبان ختم نبوت نے سرگودھا میں اپنی سرگرمیوں سے انجام دیں۔ انہوں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی خاطر اپنے دنیاوی کاروبار کے بجائے ختم نبوت کے مشن کو فوقیت دے رکھی ہے اس قربانی ہی کا نتیجہ ہے کہ سرگودھا میں مرزائیوں کو کلمہ طیبہ اور دیگر آیات قرآنی کی بے حرمتی کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ محمد اسحاق ڈوگر اطلاع سیکرٹری نے کہا "الحمد للہ سرگودھا کے عوام اور دوکانداروں کے تعاون سے شیزان کا سرگودھا میں مکمل بائیکاٹ ہے سوائے ایک دو دوکانداروں کے جو شیزان کی مصنوعات رکھے ہوئے ہیں۔ ہم ان دوکانداروں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ شیزان چونکہ گستاخان رسول مرزائیوں کی مشروب ساز فیکٹری ہے اس لیے ان کا مکمل طور پر بائیکاٹ کیا جائے۔ بعض مرزائی اور مرزائی نواز یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ شیزان مسلمانوں کے ہاتھ فروخت ہو چکی ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم مرزائی نوازوں کو تنبیہ کرتے ہیں کہ مرزائیوں کی وکالت کرنا چھوڑ دیں۔ جناب صوفی جمال الدین صاحب نے کہا کہ بعض مرزائی کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو مجدد مانتے ہیں۔ ہم ان سے گزارش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آپ کے مرزا صاحب تو اپنی کتابوں میں اپنے آپ کو خدا تک لکھ رہا ہے۔ میں آپ کو مرزا قادیانی کی کتابوں سے حوالہ دکھا سکتا ہوں آپ کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ حوالہ دیکھ کر قادیانیت سے توبہ کر لیں اور سچے مسلمان بن جائیں۔ کنونشن کے اختتام پر شاہین سرگودھا مولانا محمد اکرم طوفانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ اگر مرزائی اپنے آپ کو مسلمان کہلوانا چھوڑ دیں اور شعائر اسلام کا استعمال ترک کر دیں تو ہم انہیں کچھ نہ کہیں گے۔ لیکن ان کی ضد ہے کہ اصل مسلمانوں کو کافر اور اپنے آپ کو مسلمان کہلوائیں۔ ان لوگوں نے جھوٹ پر سچ کا لیبل لگا رکھا ہے۔ ہمارا ان سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے کوئی جائیداد کا جھگڑا نہیں ہے۔ جھگڑا تو صرف یہ ہے کہ ان کا پیشوا مرزا قادیانی اپنے آپ کو (نعوذ باللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے اور اس کی تقلید کرنے والے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ دنیا بھر کے ممالک میں انہیں غیر مسلم تسلیم کر لیا گیا ہے جناب طوفانی صاحب نے مزید کہا کہ علماء کرام اگر ان کی کافرانہ حرکات پر خاموش بیٹھے رہے اور ان کے عزائم سے لوگوں کو خبردار نہیں کیا تو قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری میں کیا جواب دیں گے۔ علماء کرام پر موجودہ حالات کے پیش نظر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ لوگوں کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد سے آگاہ کریں اور دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل کریں۔ دوریں اثنا سرگودھا میں ایک قادیانی مبارک جیمہ نے مرزائیت کی تبلیغ کی اور ایک کتاب ٹیکہ بازار میں لوگوں کو تبلیغ کر رہا تھا۔ شبان ختم نبوت نے موقعہ پر اس کا تعاقب کیا۔

قادیانی انتظامیہ مجھے قتل کرانے کے درپے ہے

بندہ اکرام اللہ خان صدر مجلس تحفظ ختم نبوت نے عرصہ تین سال سے قادیانی انتظامیہ کے خلاف اے سی کے عدالت میں دو مقدمات درج کیے ہیں جو کہ زیر سماعت ہیں اب انہی قادیانیوں نے میرے خلاف چند مسلمان ورکروں کو لڑائی کے لئے تیار کیا ہے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) فتح محمد جنرل سیکرٹری سی۔ پی۔ اے یونین
(۲) افضال شاہ جوائنٹ سیکرٹری۔ سی۔ پی۔ اے یونین۔
(۳) شوکت حسین نیازی سوڈ مین یونین سابقہ صدر فیڈریشن پنجاب یونین۔

اس لئے میں حکومت پاکستان کے برسر اقتدار طبقہ کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو قادیانی اور یہ لوگ میرے قاتل ہونگے۔

قادیانی معلمہ کی طرف سے
قرآن کریم کی توہین

رپورٹ حافظ محمد قاسم

علاقہ کوٹ عبدالمالک لاہور میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں چند قادیانی استانیوں نے گذشتہ دنوں کلاس کے دوران قرآن کریم کی توہین کی اور یہ کہا کہ قرآن کریم کوئی آسمانی کتاب نہیں بلکہ نبی علیہ السلام کی اپنی تصنیف ہے اور ساتھ ہی مرزا قادیانی کی ایک نظم جو در ثمین میں ہے بچیوں کو پڑھانی شروع کی جس پر علاقہ میں اشتعال پھیلا چنانچہ

وہاں کی انجمن سپاہ صحابہؓ کے ارکان نے تحریک چلائی اور کچھ ہی دنوں کے بعد محکمہ ایجوکیشن نے انکے تبادلے کر دیئے۔

ہری پور میں مولانا نورالحق کا خطاب

ہری پور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرحد کے ناظم اعلیٰ مولانا نورالحق نور نے جامع مسجد جیل چوک ہری پور میں نماز جمعہ کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی اور فرمایا کہ خلیفہ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں صحابہ کرام نے مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کر کے اپنے خون سے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کیلئے امت محمدیہ علیٰ صاحبہ السلام کو ختم نبوت کی حفاظت کا طریقہ بتا دیا تھا اسی سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مطابق ۱۹۵۳ء میں لاہور کے جیالے شمع رسالت کے پروانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے سنت صحابہ کو زندہ کیا اور ۱۹۷۴ء میں ایک بار پھر اہل پاکستان نے اس سنت کو زندہ کیا ان ہی قربانیوں اور شہداء ختم نبوت کے مقدس و مطہر خون کی برکات سے مرزائی غیر مسلم قرار پائے اور مولانا محمد اسلم قریشی شہید ختم نبوت کے مقدس خون کے صدقہ میں پاکستان میں مرزائیت کے کفریہ عقائد کی تبلیغ پر پابندی عائد کی گئی اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن قریب ہے کہ پاکستان میں ارتداد کے متعلق شرعی سزا کا نفاذ ہوگا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کا افتتاح

شاہ کوٹ (نمائندہ ختم نبوت) چک $\frac{۶۰}{R\text{-}B}$ جو چھنی میں جناب حافظ حبیب اللہ صاحب نائب صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شیخوپورہ نے دفتر کا افتتاح اپنے دست مبارک سے کیا اس کے بعد جناب حافظ حبیب اللہ صاحب نے تلاوت قرآن پاک فرمائی بعد جاوید اقبال نے مرزائیوں اور ان کے گرد گھنٹال کے کفریہ عقائد لوگوں کو بتائے اور ان کو قادیانیوں کے نوکری اور چھوکری کے لالچ سے بچنے اور اپنے ایمانوں کو قائم رکھنے کی تلقین کی جاوید اقبال کے بعد مجاہد ختم نبوت غلام مصطفےٰ نے مرزا غلام احمد قادیانی جہنم مقامی اور اس کے چیلوں کے کفریہ عقائد اور نظریات بتائے۔ اس کے بعد افتتاحی دعا مولوی محمد اکبر وقار صاحب کی جو کہ چک $\frac{۶۰}{R\text{-}B}$ کے خطیب ہیں۔

شاہ کوٹ کے نزدیک گاؤں میں تین قادیانی گرفتار

نمائندہ شاہ کوٹ (نمائندہ ختم نبوت) حافظ حبیب اللہ نائب صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شاہ کوٹ کے نواحی گاؤں چک $\frac{۶۰}{R\text{-}B}$ جو چھنی میں تین قادیانی اپنی عبادت گاہ (مرزا گھر) پر کلمہ طیبہ لکھنے کے جرم میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسے گرفتار کروا دیا اس موقع پر مجلس کے نائب صدر حافظ حبیب اللہ نے ایک بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ اس علاقہ میں جن مرزائیوں نے اپنی عبادت گاہوں پر اپنے گھروں پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ انکا فوری طور پر انتظامیہ نوٹس لے ورنہ مجلس ہذا کی یوتھ فورس ان کے خلاف ضروری اقدام کرے گی

ہائیکورٹ نے ضمانت کی درخواست مسترد کر دی

جہانگیر جویہ قادیانی ایڈوکیٹ سرگودھا نے مسلسل ۲۹۸/سی کی خلاف ورزی کر کے بار بار قانون شکنی کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہر بار اسکی قانون شکنی پر احتجاج کیا بار بار اس نے عدالت سے ضمانتیں کرائیں مگر قانون شکنی سے باز نہ آیا۔ اس دفعہ ہائیکورٹ لاہور میں قادیانیوں نے پہلے اس کی ضمانت کی درخواست دی پھر اسے واپس لے لیا تا حال وہ جیل میں ہیں۔

(محمد اکرم طوفانی)

SSS

تحریک ختم نبوت بہاول نگر میں جامع العلوم عیدگاہ کا نمایاں کردار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خالص دینی غیر سیاسی ہر مکتبہ فکر پر مشتمل ایک جماعت ہے جو ادریانوالہ کی زیر قیادت۔ مرزائیت کی جڑیں اکھاڑنے، سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے فتنہ سے بچانے اور مرزائیوں کو مسلمان بنانے کیلئے پوری دنیا میں مصروف عمل ہے۔ تمام مدارس دینیہ دین متین کے مضبوط قلعے ہوتے ہیں مسجدیں ہوں یا مدارس یہ سب ختم نبوت کے مراکز ہیں ان مدارس میں سے مدرسہ عالیہ جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر بھی ہے جس نے ختم نبوت کے سلسلے میں اپنا حق ادا کیا۔ حالیہ تحریک ختم نبوت کی کامیابی کا سہرا اسی مدرسہ کے سر ہے بہاول نگر کی جماعت کے سرپرست اعلیٰ مولانا قطب الدین استاذ الحدیث جامع العلوم ہیں جماعت کے امیر قاری محمد عبدالغفور صاحب اسی مدرسہ کے شیخ القراء ہیں حضرت مولانا جلیل احمد خطیب جامع مسجد و نائب مہتمم جامع العلوم ہمیشہ اکابرین ختم نبوت کے شانہ بشانہ رہتے ہیں حضرت مولانا سراج احمد صاحب زادہ مولانا نیاز احمد صاحب جماعت کا بھرپور تعاون کرتے ہیں حافظ رحمت اللہ مدرس جامع العلوم جماعت کی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں محمد انور سجاد صاحب اعلیٰ جامع العلوم ختم نبوت یوتھ فورس میں شامل ہیں یہ سب حضرات حضرت مولانا نیاز احمد مہتمم جامعہ کے حکم سے جماعت میں آتے ہیں۔

SSS

حضرت امام ابوحنیفہؒ پر مضمون

ابو زبیر غلام کبریا، گوجرانوالہ

میں ہفت روزہ ختم نبوت عرصہ چھ ماہ سے پڑھ رہا ہوں۔ یہ رسالہ ماشاءاللہ ایمان کی تازگی اور رد قادیانیت کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس دفعہ رسالہ میں سراج الامت حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ۔ کا مضمون پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔

بقیہ: بہائیت

وزارت میں شامل ہو گیا۔ ۱۸۴۳ء میں کاظم راشتی کی وفات کے بعد مرزا علی محمد اور حاجی محمد کریم خان نے خود کو اس کا جانشین ٹھہرایا اور اسی سال ۲۳ مئی کو مرزا علی محمد نے اپنے "باب" ہونے کا اعلان کر دیا جبکہ حاجی کریم نے شیخیہ تعلیمات کا رہنما ہونے کا دعویٰ کیا۔ کاظم راشتی کے ایک اور بااثر پیروکار ملا حسین نے مرزا کے "باب" ہونے کے اعلان کو تسلیم کر لیا اور یوں اسے پہلے معتقد "اول من امن" کا درجہ حاصل ہو گیا کچھ ہی عرصہ بعد مرزا علی محمد اپنے ۱۸ خاص پیروکار بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس نے ان کو "حروف الحیاۃ" کا خطاب دے کر ایران کے مختلف علاقوں میں تبلیغ کے لئے بھیج دیا اور خود حج کرنے کی غرض سے مکۃ المکرمہ چلا گیا جہاں ایک اطلاع کے مطابق اس نے "مہدی" ہونے کا بھی اعلان کیا۔ مرزا کے نظریات پر ایران کے علماء حق نے کڑی تنقید کی اور بعض مقامات پر اسی حوالے سے شدید فسادات بھی ہوئے جس کے سبب مرزا کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ تاہم اس نے ایک شاہی خواجہ سرا اور اصفہان جیل کے نگران منوچہر خاں کی مدد سے راہ فرار اختیار کر لی اور روپوش ہو گیا مگر اسے جلد ہی گرفتار کر لیا گیا۔ اور ۹ جولائی ۱۸۵۰ء کو اسے سزائے موت دے دی گئی۔

مرزا کے پیروکاروں نے اس کی لاش تہران سے کچھ فاصلے پر امام زادہ معصوم کے نام سے موسوم ایک مقبرے میں تقریباً ستر سال تک چھپائے رکھی جسے بعد میں بہاءاللہ کی ہدایات کے تحت فلسطین میں عکہ کے مقام پر منتقل کر دیا گیا۔

مرزا علی محمد نے اپنی زندگی ہی میں مرزا بزرگ کے بیٹے اور مرزا حسین علی کے سوتیلے بھائی مرزا یحییٰ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا جو بعد میں بہاءاللہ کے نام سے مشہور ہوا۔ مرزا علی محمد نے مرزا یحییٰ کو "صبح ازل" کا خطاب دیا نیز اپنی انگوٹھیاں اور ذاتی استعمال کی دیگر اشیاء بھی اس کو بخشش کر دیں۔ علاوہ ازیں اسے اپنی تصانیف کی تشریح کا بھی اختیار دے دیا مرزا علی محمد کے اس واضح اعلان جانشینی کے باوجود اس کی موت کے بعد کچھ اور لوگوں نے بھی جانشینی کا دعویٰ کیا جن میں تبریز کا ایک بہائی مرزا عبداللہ بھی تھا۔ مگر اسے مرزا حسین علی کے کہنے پر کچھ بہائیوں نے شط العرب میں ڈبو دیا۔ اسی طرح انڈیا کے ایک بہائی آغا بشیر محمد نے بھی یہی دعویٰ کیا مگر اسے پذیرائی نہ ملی۔ ان حالات میں صبح ازل نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور بہائی فرقے کے جملہ معاملات کا نگران مرزا حسین علی کو بنا دیا۔

اسی دوران ۱۸۵۲ء میں کچھ بہائیوں نے ایران کے حکمران نصیر الدین شاہ کو قتل کرنے کی سازش کی جس کے نتیجے میں بہائیوں کی بیخ کنی کیلئے سخت اقدامات کئے گئے۔ صبح ازل روپوش ہونے میں کامیاب ہو گیا مگر مرزا حسین علی کو گرفتار کر لیا گیا تاہم اسی سال کے آخر میں مرزا حسین علی جیل سے فرار ہو گیا اور صبح ازل کو ساتھ لے کر بغداد پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ جہاں یہ دونوں بارہ سال تک مقیم رہے اور یوں ان دونوں بغداد صبح ازل کی قیادت میں بہائی تحریک کا مرکز بن گیا۔ اسی دوران مرزا حسین علی چند سرکردہ بہائیوں کی مخالفت کے سبب ترک کردستان میں مقیم ہو گیا لیکن جلد ہی ترک حکومت نے اس کی مشکوک سرگرمیوں میں نیز بہائیوں کے روس اور برطانیہ کے ساتھ گہرے روابط کے سبب اسے قسطنطنیہ بھیج دیا۔ جہاں اس نے چار سال تک قیام کیا۔ اور وہیں یہ اعلان بھی کر دیا کہ نہ صرف وہ مرزا علی محمد کا حقیقی جانشین ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے پیشرو سے زیادہ فضیلت والا مرتبہ ودیعت کیا ہے۔

مرزا علی محمد کے مقرر کردہ ۱۸ خاص مریدوں کی اکثریت سمیت صبح ازل نے اس اعلان کی شدید مخالفت کی اور وہ مرزا حسین علی کو راہ راست پر لانے کے لئے قسطنطنیہ گئے اس طرح بہائیوں پر شدید پھوٹ پڑ گئی اور وہ ایک دوسرے کو اعلانیہ قتل کرنے لگے۔ اس سنگین صورت حال کے پیش نظر عثمانیہ حکومت نے مداخلت کر کے صبح ازل کو خاندان سمیت قبرص اور مرزا حسین علی کو مع خاندان فلسطین بھیج دیا۔ تاہم بہائی اب واضح طور پر دو گروپوں میں تقسیم ہو گئے۔ صبح ازل کے پیروکاروں کو "ازلی" کہا جانے لگے جبکہ مرزا حسین کے حامی بہائی کے نام سے پکارے جانے لگے اس وقت ازلیوں کی تعداد تقریباً ۵ ہزار تھی۔ لیکن یہ تعداد مختلف وجوہات کے سبب گھٹتی چلی گئی اور اب ان کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔ ازلی ان تعلیمات پر یقین رکھتے تھے جو مرزا علی محمد کی تصنیف "بیان" میں تحریر ہیں۔

جبکہ مرزا حسین نے بہاءاللہ کا لقب اختیار کرتے ہوئے خود کو خدا کی تجلی جدید ظاہر کر کے پرانی تعلیمات میں بعض ترمیم کیں جنہیں ان کے پیروکاروں نے تسلیم کر لیا۔ بعد ازاں بہاءاللہ نے ملکہ وکٹوریہ، روس کے زار حکمران، نپولین اور پوپ سمیت دنیا کے کئی رہنماؤں سے رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا اور اسی دوران اس نے دو بہائیوں کے قتل کے الزام میں دو ایرانی باشندوں کو روس میں سزائے موت دیئے جانے کی حمایت میں روسی نظام عدل کو خراج تحسین پیش کئے جانے کی غرض سے اپنے دو "الہام" بھی منکشف کئے۔

مرزا حسین علی المعروف بہاءاللہ مئی ۱۸۹۲ء میں فوت ہو گیا اس کے پسماندگان میں چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ اب جانشینی کے سوال پر اس کے لڑکوں میں ٹھن گئی۔

دہلی میں تین سو کروڑ کی لاگت سے بنی بہائیوں کی عبادتگاہ

اس کے بڑے بیٹے عباس آفندی کا دعویٰ تھا کہ الہامی تسلسل کی رو سے وہ صحیح جانشین ہے جبکہ اس کے بھائیوں مرزا محمد علی، مرزا بدیع اللہ، مرزا ضیاء اللہ اور بہت سے بہائیوں کا یہ کہنا تھا کہ الہامی تسلسل اب منقطع ہو چکا ہے۔ کیونکہ خود بہاء اللہ نے اپنی تصنیف "کتاب الاقدس" میں تحریر کیا ہے کہ بہائیت کے ایک ہزار سال مکمل ہونے سے پہلے اگر کوئی بھی اس نوعیت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ یقینی طور پر کذاب اور افترا پرداز ہے۔ تاہم عباس آفندی نے بہت جلد ان اختلافات پر قابو پا لیا اور عبدالبہاء کا لقب اختیار کر کے بہائیوں کا سرخیل بن گیا۔ اس کی پوزیشن مزید یوں مستحکم ہو گئی کہ ۱۹۲۰ء میں برطانوی حکومت نے اسے "سر" کے خطاب سے نوازا۔

۲۸ نومبر ۱۹۲۱ء کو عبدالبہاء کی موت واقع ہو گئی۔ تاہم مرنے سے قبل اس نے اپنے بڑے پوتے شوقی آفندی ربانی کو اپنا جانشین مقرر کر دیا گیا۔ ربانی کی عمر اس وقت ۲۴ سال تھی اور وہ آکسفورڈ میں پڑھتا تھا اس نے بہائیت کی حمایت میں انگلش، فارسی اور عربی زبانوں میں کئی کتابیں لکھیں نیز ۳۲ معروف بہائیوں کو دنیا بھر میں اپنے عقائد کی تبلیغ کے لئے نامزد کیا اور انہیں "دست امر اللہ"

(HANDS OF THE CAUSE OF GOD)

کا خطاب دیا۔ ۱۹۵۷ء میں شوقی آفندی ربانی لندن میں فوت ہو گیا تو ان ہی ۳۲ بہائیوں نے اپنے فرقے کی باگ ڈور سنبھالی۔ تاہم ۱۹۶۳ء میں انہوں نے بہائیوں کے قانون سازی، انتظامی اور عدالتی امور نمٹانے کے لئے ۹ اراکین پر مشتمل "یونیورسل ہاؤس آف جسٹس" کی بنیاد ڈالی اور اسرائیل میں ماؤنٹ کرمل کے مقام پر اس کا ہیڈ کوارٹر قائم کیا۔ ہاؤس آف جسٹس کے اراکین انتخاب ہر پانچ سال بعد ایک بین الاقوامی بہائی کنونشن میں کیا جاتا ہے۔ بہائیوں کا پانچواں بین الاقوامی کنونشن ۱۹۸۳ء میں منعقد ہوا تھا۔

مرحلے وار انتظامی نظام

بہائیوں کا اپنا ایک منفرد مرحلہ وار انتظامی نظام ہے نچلی سطح پر ان کی مقامی روحانی اسمبلیاں ہوتی ہیں جو قومی روحانی اسمبلیوں کی تشکیل کے لئے اپنے نمائندے منتخب کرتی ہے ہر قومی اسمبلی بین الاقوامی کنونشن میں اپنے نمائندے منتخب کرتی ہیں ہر قومی اسمبلی بین الاقوامی کنونشن میں اپنے ۹ نمائندے بھیجتی ہے۔ جہاں یونیورسل ہاؤس آف جسٹس کے اراکین عموی طور پر گمنام ہی رہتے ہیں اور بیرونی دنیا کو ان کے نام یا دیگر تفاصیل بتانے سے گریز کیا جاتا ہے علاوہ ازیں ان کے ۱۱ کانٹیننٹل بورڈ آف کونسل ہوتے ہیں براعظم ایشیا، افریقہ اور امریکہ کے لئے تین تین، جبکہ آسٹریلیا اور یورپ کے لئے ایک ایک بورڈ ہوتا ہے۔ جس کا بنیادی کام ہاؤس آف جسٹس کو ان علاقوں بہائیت کی ترقی اور ترویج سے متعلق تازہ ترین اطلاعات فراہم کرنا ہوتا ہے۔ بہائیوں نے ایک بین الاقوامی مطالعاتی مرکز بھی قائم کیا ہے جو کانٹیننٹل بورڈز آف کونسلرز کو ضروری ہدایات دیتے، انہیں مزید فعال بنانے اور ان کی سرگرمیوں کو باہم مربوط کرنے کے ساتھ ساتھ بورڈز اور ہاؤس آف جسٹس کے مابین رابطے کا کام بھی انجام دیتا ہے۔

بقیہ : لسانی تہذیب کا المیہ

محبت رکھتے تھے، جو وعظ کے مجالس اور دینی اجتماعات میں لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے تھے، اور پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑتے تھے، بہت سے مقامات میں سیاسی شاطروں کی چالاکی کا شکار ہو گئے، اور اس خونی کھیل میں شریک ہو گئے یا کم سے کم اس فتنہ کا اس جرأت سے مقابلہ نہیں کر سکے جس جرأت سے ایک صاحب شعور قوم کو کرنا چاہیئے۔

بقیہ : امیر شریعت

ارتکاب کیا ہے لیکن قانون کی ہرگیری کا احترام از تبیل لوازم ہے۔

فیصلہ

مقدمہ کے تمام پہلوؤں پر نظر فارڈ ڈالنے اور سامعین پر مراغہ گزار کی تقریر کے اثرات کا اندازہ کرنے سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مراغہ گزار تعزیرات کی دفعہ ۱۵۳ کے ماتحت جرم کا مرتکب ہوا ہے اور اس کی سزا قائم رہنی چاہیئے۔ مگر سزا کی سختی و نرمی کا اندازہ کرتے وقت ان واقعات کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے جو قادیاں میں رونما ہوئے۔ نیز یہ بات نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں کہ مرزا نے خود مسلمانوں کو کافر، سور اور ان کی عورتوں کو کتیوں کا خطاب دے کر ان کے جذبات کو بھڑکایا۔ میرا خیال یہی ہے کہ اپیلانٹ کا جرم محض اصطلاحی تھا چنانچہ میں اس کی سزا کو کم کر کے اسے تا اختتام عدالت قید محض کی سزا دیتا ہوں۔

گورداسپور	دستخط
۶ جون ۱۹۳۵ء	جی ڈی کھوسلہ سیشن جج

بقیہ : ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

سوکنوں کے تعلقات تھے اگر کوئی غلطی مجھ سے ہوئی ہو تو معاف کر دیجئے: حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا "میں نے معاف کیا: پھر ان کے لیے دعا کی۔ حضرت ام حبیبہ رضؓ نے کہا آپ نے مجھے خوش کیا خدا آپ کو خوش رکھے۔

حضرت ام حبیبہ رضؓ سے ۶۵ احادیث مروی ہیں جن کے راویوں میں کئی جلیل القدر صحابہ رضؓ اور تابعین شامل ہیں۔ جو شخص ازواج مطہرات رضؓ کو گالیاں دے، حضرت عائشہ رضؓ کو گالیاں دے حضرت حفصہ رضؓ اور حضرت ام حبیبہ رضؓ کو گالیاں دے ——— ——— ایسا بدبخت شخص قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھلائے گا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ کی زکوٰۃ وصدقات اور چرمہائے قربانی کا سب سے بہترین مصرف

جامعہ قاسم العلوم

فقیر والی ضلع بہاولنگر

جامعہ ھذا میں چھ سو کے قریب نونہالان ملک وملت ۲۴ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ جامعہ کا ۱۲ لاکھ کے قریب نقد اور پندرہ سو من گندم کا سالانہ خرچ ہے۔

ضروریات جامعہ

- طلباء کی رہائش کے لیے جدید دار الاقامہ کی تعمیر۔
- مدرسہ کے طلباء کے علاج کے لیے ایک ڈسپنسری کا قیام
- اردو، عربی ٹائپ رائٹر اور فوٹو سٹیٹ مشین کی خرید
- کتب خانہ کی پرانی عمارت کے خستہ ہونے اور کتابوں کی کثرت کی وجہ سے جدید لائبریری کا قیام۔

خصوصیات جامعہ

- صاف ستھرا شہری آلودگیوں اور فرقہ وارانہ عصبیت سے پاک دینی ماحول
- تعلیم وتربیت کا بہترین وعمدہ انتظام۔
- بشمول دورہ حدیث شریف تمام علوم وفنون عربیہ قرآن مجید، حفظ و ناظرہ اور تجوید القرآن کے علاوہ مڈل تک علوم عصریہ کا معقول انتظام
- طلباء و اساتذہ کے استفادہ کیلئے ایک وسیع وعظیم لائبریری کا جو ہر زبان اور ہر فن کی بارہ ہزار سے زائد کتب پر مشتمل ہے۔

جامعہ اہل اسلام سے درخواست ہے کہ وہ عید قربانی کے موقع پر چرمہائے قربانی سے جامعہ کی بھرپور امداد فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کا حامی و ناصر ہو۔ جامعہ کا اکاؤنٹ نمبر حبیب بینک فقیر والی ۱۱۲ ہے۔

محمد قاسم قاسمی مہتمم جامعہ قاسم العلوم فقیر والی

ضلع بہاولنگر، پاکستان

فون: ۴۱

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-166

مرشد العلماء حضرۃ مولانا خان محمد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

مسائل قربانی

ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے غریب اور قرضدار پر واجب نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر: بکرا بکری ایک سال، گائے بیل بھینس بھینسا دو سال، اونٹ اونٹنی پانچ سال۔ البتہ دنبہ بھیڑ، مینڈھا دنبی اگر چھ ماہ کا جائز ہے بشرطیکہ خوب موٹا تازہ ہو، اگر ایک سال کے بھیڑ دنبوں میں چھوڑیں تو فرق معلوم نہ ہو۔

- قربانی کا جانور بے عیب ہو۔
- خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔
- کان تھوڑا سا کٹ یا چھرا ہوا ہو، قربانی جائز ہے۔
- پیدائشی سینگ نہ ہوں قربانی جائز ہے۔
- سینگ تھوڑا ٹوٹ گئے لیکن جڑ سے نہیں ٹوٹے یا خول اتر گیا لیکن اندر سے محفوظ ہے تو قربانی جائز ہے۔
- پیدائشی کان نہ ہوں یا تہائی یا اس سے زائد کٹ گئے، قربانی جائز نہیں۔
- جانور اندھا کانا یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی ضائع ہو جائے قربانی جائز نہیں۔
- جانور کے اکثر دانت نہ ہوں تو قربانی جائز نہیں۔
- جانور کی تہائی سے زائد دم کٹ جائے قربانی جائز نہیں۔
- لنگڑا جانور جو تین پاؤں پر چلتا ہو یا چوتھا پاؤں گھسیٹ کر چلتا ہو، قربانی جائز نہیں۔
- گائے بھینس اونٹ میں سات آدمی حصہ دار ہو سکتے ہیں، اگر کوئی اکیلا کرے تو بھی جائز ہے۔
- سنت ہے جب جانور ذبح کرنے کے لئے رو بقبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عالم اسلام کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی تنظیم ہے
- یہ تنظیم ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ و اشاعت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اندرون و بیرون ملک ۵۰ مبلغ، ۵۰ دفاتر و مراکز، ۲۰ دینی مدارس بیک وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو ہفت روزہ جرائد شائع ہو رہے ہیں۔
- منظور آباد (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو مسجدیں اور مدرسہ چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں، جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے کرتے ہیں
- گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی لندن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ نیز کینیڈا اور امریکہ میں اسی سال ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اسی سال لندن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک جدید ترین مستقل دفتر قائم کیا جا چکا ہے۔

یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر و صاحب ثروت حضرات ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اپنے ایمان کو مضبوط کریں

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان شہر
فون نمبر: ۴۰۹۷۸

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی
فون نمبر: ۷۱۱۶۱

الائیڈ بینک کھوڑی گارڈن برانچ کراچی کا اکاؤنٹ ۹۹ میں بھی رقم جمع کرا سکتے ہیں

مسائل قربانی

- اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ

- قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کریں، اندازہ سے تقسیم جائز نہیں۔
- حصہ دار سب مسلمان ہوں، اگر قادیانی یا لاہوری مرزائی حصہ دار ہوگا تو سب کی قربانی نہ ہوگی۔
- مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس لئے اگر مرزائی نے جانور ذبح کیا، یا اپنی قربانی کا گوشت بھیجا، تو اس کا کھانا حرام ہوگا۔
- قربانی کی کھال یا گوشت ذبح کرنے کے عوض دینا جائز نہیں۔
- قربانی کے جانور کی رسی، زنجیر وغیرہ صدقہ میں دے دینی چاہئے
- ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی نماز فجر کے بعد سے تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک ہر شخص پر [illegible] یا باجماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز سے ایک دفعہ مندرجہ ذیل تکبیرات کہنا واجب ہے۔ اگر امام بھول جائے تو مقتدی خود تکبیر شروع کر دیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

- یکم ذی الحجہ سے لیکر قربانی سے فارغ ہونے تک قربانی کرنے والا حجامت نہ کرائے، بلکہ گزرے ہوئے اور ناخن بھی نہ کٹوائے۔
- نماز عید کے لئے گھر سے نکلیں تو منہ کو بالا تکبیرات قدرے بلند آواز کے ساتھ کہتے جائیں۔
- ایک راستے سے جائیں دوسرے سے آئیں۔